قارئین کو عید الفطر مبارک

12

دسمبر 2003ء شوال ۱٤۲٤ھ

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت

ملتان

مولانا اعظم طارق کی شہادت اور
دینی جماعتوں کے خلاف حالیہ اقدامات

یوم عید

- شکوۂ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن.....!
- پاک و ہند روابط اور امریکی پالیسیاں
- اسلام ختم نہیں ہوگا
- امت مسلمہ اور قادیانی گستاخیاں
- مسئلہ کشمیر اور قادیانی گروہ
- آئینہ ایسا دوں کہ تماشا کہیں جسے

اخبار الاحرار

نورِ ہدایت

القرآن

''اے ایمان والو! جو (مال) ہم نے تمہیں دیا ہے اُس میں سے' اُس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو۔ جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو' اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔''

(سورۃ البقرہ۔ آیت ۲۵۴)

الحدیث

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبر میں دفن مُردے کی مثال بالکل اُس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ پکار رہا ہو۔ وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں باپ' بھائی یا کسی دوست' آشنا کی طرف سے دعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہنچے۔ جب کسی طرف سے اُسے دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اُسے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتا ہے۔ اور دنیا میں رہنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مُردوں کو اتنا عظیم ثواب' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جاسکتی ہے...... اور مُردوں کے لئے زندوں کا خاص ہدیہ اُن کے لئے دعائے مغفرت ہے۔''

(''شعب الایمان للبیہقی'')

الآثار

''کسی مملکت اور سلطنت کے نام کے ساتھ اسلام کا مقدس نام چپکا دینے سے یہ مُراد نہیں لی جاسکتی کہ وہاں اسلام کو مکمل حکمرانی حاصل ہوگئی ہے۔ دنیا میں اگر اسلام کی صحیح حکمرانی ہو جائے تو یہ کرۂ ارض امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔ مذہب انسان کے دل میں گداز پیدا کرتا ہے۔ جو مذہب گداز پیدا نہ کرے وہ مذہب نہیں سیاست ہے۔''

(حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان
جلد ۱۴ ○ شمارہ ۱۲ ○ دسمبر ۲۰۰۳ء ○ شوال ۱۴۲۴ھ

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

○ زیر سرپرستی ——
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
ابن امیر شریعت حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

○ مدیر مسئول ——
سید محمد کفیل بخاری

○ رفقاء فکر
چودھری ثناء اللہ بھٹہ
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ
سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ
محمد عمر فاروق

○ آرٹ ایڈیٹر ——
الیاس میراں پوری

○ سرکولیشن منیجر ——
محمد یوسف شاد

○ زرتعاون سالانہ ——
اندرون ملک: 150 روپے
بیرون ملک: 1000 روپے
فی شمارہ: 15 روپے

اکاؤنٹ نمبر: 1-5278
یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ چوک مہربان ملتان

○ ناشر: سید محمد کفیل بخاری ○ طابع: تشکیل نو پرنٹرز
مقام اشاعت
دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان
فون: 061-511961

تشکیل

دل کی بات:	مولانا اعظم طارق کی شہادت اور دینی جماعتوں کے خلاف حالیہ اقدامات	مدیر	۲
	دُعا (پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی) نعت (سید ابوذر بخاریؒ) حرم نبوی کی یاد	(بنت امیر شریعتؒ)	۴
دین و دانش:	نبی پاک ﷺ نے فرمایا	ادارہ	۷
//	شکوۂ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن......!	سید عطاء المحسن بخاریؒ	۸
//	یوم عید	شاہ بلیغ الدین	۱۱
//	عید لے کر آئی ہے جام فراق	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	۱۳
افکار:	پاک و ہند روابط اور امریکی پالیسیاں	سید یونس الحسنی	۱۴
//	اسلام ختم نہیں ہوگا	یاسر محمد خان	۱۷
//	''آئینہ ایسا دوں کہ تماشا کہیں جسے''	پروفیسر خالد شبیر احمد	۲۱
نقد و نظر:	میر کی بحر میں داغ کے مصرعے	خادم حسین	۲۶
شخصیت:	ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ کی یاد میں (آخری قسط)	مولانا فقیر اللہ رحمانی	۲۹
حاصل مطالعہ:	مفکر احرار چودھری افضل حقؒ کی کتاب ''دین اسلام'' سے انتخاب	محمد یوسف شاد	۳۳
گوشۂ نسواں:	بچوں سے باتیں	خیر النساء بہترؔ	۳۵
ردِ قادیانیت:	اُمت مسلمہ اور قادیانی گستاخیاں	مولانا محمد مغیرہ	۳۶
//	مسئلہ کشمیر اور قادیانی گروہ	قاری عبدالوحید قاسمی	۳۸
طنز و مزاح:	زباں میری ہے بات اُن کی	عینک فریبی	۴۲
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب	دیدہ ور، ابوالادیب	۴۴
شاعری:	ہلال عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے (علامہ اقبال) عیدی (شورش کاشمیریؒ)		۴۵
//	دنیا (وقار انبالوی) شورش کاشمیریؒ (سید کاشف گیلانی)		
//	ہنر و نظر فریب (پروفیسر خالد شبیر احمد) ''مدرسہ معمورہ'' (ابوسفیان تائب)		
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	۵۰
اشاریہ:	''نقیب ختم نبوت'' سال ۲۰۰۳ء	الیاس میراں پوری	۵۲
آخری صفحہ:	————	ساغر اقبالی	۶۴

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مولانا محمد اعظم طارق کی شہادت اور دینی جماعتوں کے خلاف حالیہ اقدامات

۶/اکتوبر ۲۰۰۳ء کی شام قومی اسمبلی کے رکن اور ممتاز عالم دین مولانا محمد اعظم طارق، ان کے تین محافظوں اور ڈرائیور سمیت پانچ افراد کو اسلام آباد میں داخل ہوتے ہوئے گولڑہ موڑ پر دہشت گردی کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محمد اعظم طارق شہید تحفظِ ناموس ازواج واصحابِ رسول علیہم الرضوان کے عظیم نقیب وعلم بردار تھے۔ وہ قول کے نہیں عمل کے آدمی تھے۔ وہ شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہو کر اپنے پیش رو شہداء مولانا حق نواز جھنگوی، مولانا ایثار القاسمیؒ اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی" رحمہم اللہ سے جا ملے۔ انہوں نے بہت مختصر عمر میں بڑا نام کمایا اور بڑا کام کیا۔ انہوں نے دین کی اجتماعی زندگی میں اپنے لئے جس راستے کو منتخب کیا وہ اُس کے انجام سے بھی بخوبی واقف تھے۔ شہادت اُن کی آرزو تھی مگر مصائب وآلام، تشدد، اذیت، قید وبند اور پے در پے صدمات کی دشوار گھاٹیوں کو انہوں نے جس پامردی، جرأت، حمیت، شجاعت، اخلاص اور جذبۂ للٰہیت سے سرشار ہو کر عبور کیا وہ اُن کے ایمان کی سچائی پر شاہدِ عدل ہے۔

مولانا کو شہید ہوئے آج دو ماہ گزر گئے ہیں مگر ابھی تک اُن کے قاتل گرفتار نہیں ہوئے۔ اور یہاں قاتل پکڑے ہی کب جاتے ہیں۔ بزدل دشمنوں نے ایک بات طے کر لی ہے کہ مدِ مقابل کو دلیل اور علم کے ذریعے خاموش کرنے کی بجائے راستے سے ہی ہٹا دیا جائے۔

وطنِ عزیز میں اس ظالمانہ فعل اور رسمِ بد کا آغاز بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کو کسمپرسی کے عالم میں سسک سسک کر مارنے سے ہوا، پھر لیاقت علی خان قتل ہوئے اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو زہر دے کر مارا گیا۔ اسی طرح خواجہ محمد رفیق، عبد الصمد اچکزئی، مولوی شمس الدین، ڈاکٹر نذیر احمد، محمد صلاح الدین، حکیم محمد سعید، مولانا عبد اللہ اور دیگر کئی معزز ہستیوں کو باری باری قتل کر کے راستے سے ہٹا دیا گیا۔ اب نیا انکشاف یہ ہوا ہے کہ بانیٔ پاکستان کی ہمشیر مس فاطمہ جناح کو بھی قتل کیا گیا۔ آج تک کسی کے قاتل گرفتار ہوئے اور نہ کسی کو سزا ملی۔ اب تو یہ روزمرّہ کا معمول ہو گیا ہے۔

انقلابِ ایران کے بعد پاکستان میں مذہبی طبقاتی کشمکش اور تصادم کی جو صورت پیدا ہوئی تھی اس میں بہت شدت آئی اور بڑی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ یہ فیصلہ تو مستقبل کا مؤرخ ہی کرے گا کہ اس کا ذمہ دار کون ہے مگر مولانا محمد اعظم طارق نے اپنی خداداد صلاحیت سے اِس تصادم کو ختم کیا۔ ملک میں امن وامان قائم ہوا۔ وہ اپنی جماعت کو قومی سیاسی دھارے میں لائے۔ اپنے کارکنوں کو حوصلے، ہمت اور صبر کی تلقین کر کے اِن صفات کا خوگر بنا دیا۔

اِن حالات میں مولانا کا قتل یقیناً ملک کے خلاف ایک گہری سازش اور قوم کا عظیم نقصان ہے۔ مولانا حکومت کے حلیف تھے۔ اِس اعتبار سے ایک رکن اسمبلی کا حکومت کی ناک کے نیچے اسلام آباد میں یوں قتل ہونا کئی شکوک وشبہات کو جنم دیتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِس سانحہ کے مجرموں کو گرفتار کر کے انہیں کیفرِ کردار تک پہنچائے۔

اِس سانحہ کے دو ماہ بعد جو سب سے اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ وہ بعض مذہبی تنظیموں پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ ہے۔ کالعدم سپاہِ صحابہ کی متبادل ملتِ اسلامیہ پاکستان، کالعدم جیش محمد کی متبادل خدام الاسلام اور کالعدم تحریک جعفریہ کی متبادل اسلامی تحریک پر حکومت نے پابندی عائد کر کے ان کے دفاتر سر بمہر کر دیئے ہیں اور ریکارڈ قبضے میں لے لیا ہے۔ ان تنظیموں کے بعض رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتاریوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ جبکہ ایک اور کالعدم تنظیم لشکر طیبہ کی متبادل جماعت الدعوۃ پر نگرانی سخت کر دی ہے۔ اُدھر اے آر ڈی کے صدر اور مسلم لیگ (ن) کے قائم مقام صدر جاوید ہاشمی کو بغاوت کے ایک مقدمے میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اے آر ڈی اور متحدہ مجلس عمل کے رہنما عید کے بعد حکومت کے خلاف تحریک چلانے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ جس کے عملی طور پر وقوع پذیر ہونے کے آثار نظر نہیں آ رہے۔

ہم دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت ایک ایک کر کے پوری قوت کے ساتھ اپنے اہداف حاصل کر رہی ہے اور اُسے کسی بھی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہیں ہے۔ اس کی بڑی وجہ ہماری قومی و دینی قیادت میں انتشار و افتراق ہے۔ قومی اسمبلی میں وزیر اعظم کے انتخاب کے موقع پر اے آر ڈی اور متحدہ مجلس عمل آپس میں مزاحم ہوئیں اور متفقہ امیدوار کی بجائے اپنے اپنے امیدوار سامنے لے آئیں۔ جاوید ہاشمی گرفتار ہوئے تو ہر طرف سناٹا ہے، مولانا اعظم طارق شہید ہوئے تو فضا پر سکوت طاری ہے۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ اگر یہی صورتِ حال برقرار رہی تو آئندہ دنوں میں حکومت کی طرف سے مزید اقدامات ہوں گے۔ جن کا عندیہ خود حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں نے دیا ہے۔ اب دینی رسائل و جرائد اور دینی مدارس کے گرد گھیرا تنگ کیا جائے گا۔ اور باقی ماندہ دینی جماعتوں کے لیے بھی مشکلات پیدا کی جائیں گی۔ اگر قومی رہنماؤں کی سوچ یہی رہی کہ وہ دوسرے کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خود کو محفوظ تصور کرتے رہے تو ایک دن اُن کی باری بھی آ جائے گی اور اُن کا دکھ بانٹنے والا کوئی نہ ہوگا۔ وہ تنہا اپنے آنسو پونچھیں گے۔ یہ امر محلِ نظر ہے کہ بعض مذہبی تنظیموں پر پابندی کا فیصلہ کرنے والے کابینہ کے اجلاس میں متحدہ مجلس عمل کے رہنما اور صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ جناب اکرم درّانی بھی شامل ہیں اور انہوں نے اس فیصلے پر اختلاف نہیں کیا۔ سیاسی و دینی حلقوں میں اس صورت حال پر شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ جبکہ مجلس عمل کے ایک رہنما ساجد نقوی بھی گرفتار ہو چکے ہیں۔ ہم اربابِ حکومت سے گزارش کریں گے کہ وہ ظلم و جور اور پابندیوں کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے سنجیدگی کے ساتھ مسائل کے حل کی طرف توجہ کریں اور باری باری حکومتی مظالم کا شکار ہونے والی جماعتوں اور اُن کے رہنماؤں سے عرض کریں گے کہ وہ اپنی باری کے انتظار میں دوسروں کا تماشا دیکھنے کی بجائے ہوش اور عقل سے کام لیں اور مستقبل میں مزید حکومتی مظالم سے بچنے کے لیے کوئی مشترکہ راہ نکالیں اور متحد ہو کر ظلم و جور، ناانصافی اور دہشت گردی کا راستہ روکیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی

دُعا

تُو نفس نفس میری کر مدد، تُو قدم قدم میرا سات دے
مجھے ہر ملال سے دور رکھ، مجھے ہر الم سے نجات دے

جو بصیرتوں کو حسیں کرے، جو سماعتوں میں چمن بھرے
میرے ذہن و دل کو وہ سوچ دے، میرے نُطق ولب کو وہ بات دے

ہرے موسموں میں گزر کروں، بھرے گلشنوں میں بسر کروں
مجھے نخلِ سبز میں ڈھال دے، مجھے پھول دے، مجھے پات دے

جو ہو خندہ ریز و طرب فزا، جو ہو مہہ جبین و ستارہ زا
مجھے صبح دے تو وہ صبح دے، مجھے رات دے تو وہ رات دے

مجھے سیم و زر کی طلب نہیں، مجھے منصبوں کی ہوس نہیں
میرے دشمنوں کو شریف کر، مجھے دوست نیک صفات دے

تیرے باغ و راغ کی خیر ہو، ترے سارے پھول کھلے رہیں
میرے خار کو گُلِ تر بنا، مرے گُل کو رنگِ ثبات دے

نہ ہے افتخارِ نسب مجھے، نہ قصیدہ خوانِ شہاں ہوں میں
میں گدائے کاسہ بکف نہیں، مجھے صرف جوہرِ ذات دے

میں کسی کے کام نہ آ سکوں تو بجھا دے شعلۂ جاں میرا
میں کسی کو راہ دکھا سکوں تو مجھے چراغِ حیات دے

میری ارضِ پاک میں چار سُو، رہے پیار، امن، سلامتی
وہ جو خیر خواہِ وطن نہ ہو، اُسے موت دے، اُسے مات دے

☆☆☆

سید ابوذر بخاریؒ

نعت النبی ﷺ

حقیقت میں سرورِ بندگی پایا نہیں کرتے
جو عشقِ مصطفیٰ سے دل کو گرمایا نہیں کرتے

زباں پر شکوۂ رودادِ غم لایا نہیں کرتے
کہ مخلص آزمائش میں بھی گھبرایا نہیں کرتے

حیاء والے وفاداروں سے کترایا نہیں کرتے
جو ان کا ہو اسے ہرگز وہ ٹھکرایا نہیں کرتے

وہ زخموں پر رکھیں مرہم وہی بسمل کو جاں بخشیں
وہ ترسایا نہیں کرتے ' وہ تڑپایا نہیں کرتے

دعاء نیم شب آہِ سحر گاہی کا ثمرہ ہے
کہ اب وہ خواب میں محروم فرمایا نہیں کرتے

تو ''یک راگیر ومحکم گیر'' کس سے دوستی ناداں
جو ہرجائی ہو اس سے دل کو اٹکایا نہیں کرتے

موحّد جو ہیں غیر اللہ کے آگے نہیں جھکتے
وہ پیشانی پہ داغِ شرک لگوایا نہیں کرتے

''ہزاروں آفتیں سنگِ مزاحم بن کے آتی ہیں''
''مگر مردان حق آگاہ'' تھرّایا نہیں کرتے

وہ توپوں کے دہانوں پر بھی سچی بات کہتے ہیں
کبھی بھی موت کا بھولے سے غم کھایا نہیں کرتے

گدایانِ محمدؐ سارے عالم سے ہیں مستغنی
کسی کے سامنے جھولی وہ پھیلایا نہیں کرتے

وہ ہیں سرچشمۂ غیرت ' مرقّع ہیں وفاؤں کا
کسی سائل کو خالی ہاتھ لوٹایا نہیں کرتے

ادب شرطِ محبت ہے ادب بنیادِ طاعت ہے
جو محرومِ ادب ہیں' کوئی پھل پایا نہیں کرتے

جو عاشق ہیں وہ گستاخی کا یارا ہی نہیں رکھتے
وہ ان کے در پہ خود جاتے ہیں' بلوایا نہیں کرتے

غمِ ہجرِ نبی ' عشاق کی فصلِ بہاراں ہے
یہ موسم زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

خدا کا سایہ اُن پر' اُن کا سایہ اپنی اُمّت پر
وہ اپنوں کو کجا' غیروں کو بے سایہ نہیں کرتے

بوبکر و عمر ، عثمان و حیدر پھول ہیں اُن کے
اور اُن کے پھول صحرا میں بھی مُرجھایا نہیں کرتے

صحابہؓ سب کے سب پروردۂ دامانِ مرسل ہیں
جو مومن ہیں کسی کو بھی وہ جھٹلایا نہیں کرتے

یہ دنیا سر بسر مقصود ہے بس دنیا داروں کی
خدا والے کبھی دنیا کو اپنایا نہیں کرتے

سفر لمبا ہے،منزل دور ، یاں کچھ دیر ستالے
سرائے کو کبھی گھر جان کر آیا نہیں کرتے

ٹھکانہ گور ہے تیرا ، عبادت کچھ تو کر غافل
کہاوت ہے کہ خالی ہاتھ گھر جایا نہیں کرتے

کبھی تو اپنا سویا بخت بھی جاگے کا اے حافظ!
سخی داتا ہیں وہ محروم فرمایا نہیں کرتے

(مطبوعہ: ''الاحرار''
اپریل ۱۹۷۵ء)

بنتِ امیر شریعت سیدہ اُمِّ کفیل مدظلہا

حرمِ نبوی ﷺ کی یاد

۱۹۸۳ء میں مدینہ طیّبہ' ایک بار حاضر ہوکر مکہ معظّمہ واپس آئے۔ایک روز حرمِ نبوی کی یاد آئی' تو بے اختیار زبان پر آیا۔ ؎

مدینے کا حرم یاد آ رہا ہے
کہ دل سینے سے نکلا جا رہا ہے

اس کے چند روز بعد دوبارہ بھی حاضری نصیب ہوئی۔

۱۹۸۴ء کے غالباً دسمبر میں' ابا جی کے محبِّ خصوصی جناب حافظ محکم الدّین صاحب فوت ہوگئے۔ تعزیت کے لئے بستی ''شہلی غربی'' (تحصیل حاصل پور) جانا پڑا۔واپسی پر مناظرِ قدرت نے محظوظ کیا اور دل پھر سُوئے حرم متوجہ ہوا۔ترتیب یوں بنی۔ ؎

مدینے کا حرم یاد آ رہا ہے
کہ دِل سینے سے نکلا جا رہا ہے

سیاہی دُھل گئی فردِ عمل کی
مُواجِہَ پر بلایا جا رہا ہے

ریاضِ خُلد میں اِذنِ حضوری
مرا آقا کرم فرما رہا ہے

طوافِ بیت و جُرعہ ہائے زمزم
کہ خُم پر خُم لنڈھایا جا رہا ہے

(ادارہ)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا

☆جب عید کی صُبح نمودار ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو ہر شہر اور ہر بستی کی طرف روانہ کر دیتا ہے، فرشتے زمین میں اُتر کر ہر گلی ہر راستے کے موڑ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پُکارتے ہیں...... اِن کی پُکار ساری مخلوق سُنتی ہے مگر انسان اور جن نہیں سُن پاتے...... وہ پُکارتے ہیں۔

☆اے محمد ﷺ کی اُمّت کے لوگو! نکلو اپنے گھروں سے اور چلو اپنے پروردگار کی طرف۔ تمہارا پروردگار بہت ہی زیادہ دینے والا اور بڑے سے بڑے قصور کو مُعاف کرنے والا ہے۔

☆اور جب مُسلمان عیدگاہ کی طرف جانے لگتے ہیں تو خدائے عزّ وجل اپنے فرشتوں سے مخاطب ہو کر پُوچھتا ہے!

☆میرے فرشتو! اس مزدور کا صِلہ کیا ہے؟ جس نے اپنے ربّ کا کام پورا کیا۔ فرشتے کہتے ہیں۔ ’’اے ہمارے معبُود! اے ہمارے آقا! اِس مزدور کا صِلہ یہ ہے کہ اسے بھرپور مزدوری دی جائے‘‘ اِس پر خدا کا ارشاد ہوتا ہے۔

☆’’فرشتو! تُم سب گواہ ہو جاؤ، کہ میں نے اپنے اِن بندوں کو جو رمضان میں روزے بھی رکھتے رہے اور تراویح پڑھتے رہے۔ اِس کے صلے میں اپنی خوشنودی سے نواز دیا اور اِن کی مغفرت فرما دی‘‘۔

......پھر خدا اپنے بندوں سے کہتا ہے ’’میرے پیارے بندو! مانگو مجھ سے جو کچھ مانگتے ہو، مجھے میری عزت کی قسم! مجھے میرے جلال کی قسم! آج عید کے اِس اجتماع میں تم اپنی آخرت بنانے کے لئے مجھ سے جو مانگو گے‘ عطا کروں گا اور اپنی دُنیا بنانے کے لئے جو چاہو گے‘ اِس میں بھی تمہاری بھلائی کو پیش نظر رکھوں گا...... جب تم میرا دھیان رکھو گے‘ میں تمہارے قصوروں پر پردہ ڈالتا رہوں گا۔ مجھے میری عزّت کی قسم، مجھے میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں کے سامنے ہرگز ذلیل اور رُسوا نہ کرونگا۔ جاؤ تم اپنے گھروں کو بخشے بخشائے لوٹ جاؤ، تم مجھے راضی کرنے میں لگے رہے ہو، میں تم سے راضی ہو گیا‘‘۔

☆فرشتے اس بشارت پر خوشی سے جھوم اُٹھتے ہیں اور خدا کی اِس بخشش اور نوازش پر خوشیاں مناتے ہیں جو وہ اپنے بندوں پر فرماتا ہے جو رمضان بھر کے روزے رکھ کر اپنا روزہ کھولتے ہیں۔

(الترغیب ج۲ ص۱۰۱)

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری علیہ الرحمۃ

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن......!

جب سے انسان نے تہذیب سے آشنائی پیدا کی ہے‘اس نے اپنی بڑائی،خوشی اور راحت کو بہت اہمیت دی ہے اور اسی ناطے سے اچھل کود، راگ رنگ، خمر وخنزیر، زنا، جوا، شراب اور مقابلہ بازی کے لیے دن اور تہوار مقرر کر رکھے تھے ‘عرب اپنے معاشرتی دائرے میں کسی قوم سے پیچھے نہ تھے‘ان میں بھی ایک کلچر تھا‘جو روم، مصر، ایران اور یونان میں ہوتا تھا ،مکہ کے قریش یا مدینہ کے یہودؔ دونوں ہی تہذیب آشنا تھے اور قرآن کریم نے ان کی اسی حالت کو لہو ولعب کہا ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب مدینہ منورہ پہنچے تو یہودِ مدینہ کا تہوار دیکھا،اس کی تفصیلات معلوم کیں تو فوراً ارشاد فرمایا:’’اب اللہ نے تمہارے دوروزہ تفریحی پروگرام کے مقابلہ میں دو بہترین دن عطا فرمائے ہیں۔‘‘

جو سابقہ عیدوں کا نعم البدل ہیں‘جن کی ابتداء نماز جیسی عبادت سے ہوتی ہے‘جن میں دنوں کے مالک کی بڑائی بیان کی جاتی ہے۔جن میں غریبوں محتاجوں، ناداروں اور پسے ہوئے طبقات کو سربلند کرنا فرض ہے۔جن میں بچوں اور بوڑھوں کی خوشی کا سب سے زیادہ احساس ضروری ہے۔جن میں کھانا پینا خوشی منانا اور کھیل بھی شامل ہے لیکن......عید، خوش خوراکی وخوش پوشاکی اور کھیل کود کا نام ہی تو نہیں بلکہ عید عبارت ہے......

اجتماعیت ویکجہتی سے

قربانی وایثار سے

عدل وتقویٰ سے

حق شناسی وخدا خوفی سے

محبت، ادب اور اخلاص سے

مودت اور اخوت کے پاکیزہ جذبات سے!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

’’اللہ کو نہیں پہنچتے ان کے گوشت اور نہ لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)

(پ:۱۷،سورۃ:حج،آیت:۳۷)

یہ دونوں عیدیں عبادت بھی ہیں اور دینی سماج کی قدروں کی بقا کے دن بھی۔زندگی میں کتنی جامعیت ہو اگر ہم

اسی ایک دن کو حکم رسول ﷺ کی اتباع میں گزاریں اور اگر ہم پوری زندگی اسوۂ رسول ﷺ کے مطابق گزارنا شروع کردیں تو پاکستان ''دارالسلام'' بن سکتا ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقانیت اور آپ کا معجزہ ہے کہ آپ کے ایک فرمان نے ایک پوری تہذیب بدل ڈالی۔

عید کے دن رحمت اللعالمین ﷺ گھر سے باہر عیدگاہ کی طرف گامزن تھے کہ راہ میں ایک بچہ روتے ہوئے دیکھا۔ رحمت عالم ﷺ نے اس طفلکِ بے آسرا کو پیار کیا اور پوچھا:

کیوں رو رہے ہو؟

عرض کی، سب بچے اپنے اپنے ماں باپ کے ساتھ عید کی مسرتوں، راحتوں اور لذتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور میں تنہا اداس ہوں۔ غم کی اس کھائی میں گرا تو آنسو ابل پڑے۔

رحمت کائنات ﷺ نے اس بچے کو اٹھایا اور اپنے کندھوں پر بٹھا لیا اور پھر فرمایا:

''تو میرا بیٹا ہے، میں تیری تنہائی کا مونس، میں تیرا غمخوار ہوں اور تو میرا دلدار ہے۔'' کیا آج دولت کی مستی، اقتدار کے نشہ، جاگیرداروں کے غرور، کارخانوں اور ملوں کی چمنیوں کے دھوئیں، مشینوں اور ٹریفک کے وحشتوں کے شور میں کوئی ہے......؟ جو امت رسول کے غریبوں، فقیروں، مسکینوں، یتیموں، ناداروں، بیماروں اور کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، الجزائر اور تاجکستان کے مظلوم حریت پسند مسلمانوں اور چلاتی، روتی، سسکتی ہوئی بے آسرا انسانیت کے سر پر محبت کا ہاتھ رکھے، اسے اپنائیت کا کندھا دے، اس کی تنہائی کو پررونق کرے۔ اس کے خلوت کدۂ دل وجان میں مسرتوں کا نور بکھیرے اور قبر وحشر کی وحشتوں میں کسی کو مونس جاں بنائے؟

اے ہم نفسو، ہم سفرو!
امن وآشتی اور محبت کی منزلوں کے راہیو!
حکومت الٰہیہ کے داعیو!

اس دین حق کا شجر تب گھنی چھاؤں لایا جب عظمت آدم، رحمت عالم ﷺ کے دندان گرامی اور چہرۂ انور کا خون ناحق اصل حق میں جذب ہو گیا۔

دین کی عمارت تب مکمل ہوئی جب مکہ کے تیرہ سال کے دکھ، بدر و احد، احزاب وغطفان اور حنین وتبوک میں پروردگانِ رسالت کے پوتر گوشت، خون اور عظام عرش مقام اس کی بنیادوں میں ڈالے گئے۔

اے رہ نوردانِ وادی حق وصداقت!

کبھی نہ بھولنا کہ......قبولیت واجابت کا در حق اس وقت تک نہیں کھلے گا جب تک حق والے، دین کے متوالے

،مجاہدہ وریاضت اور قربانی وایثار کی آزمائش میں پورے نہیں اترتے...... کہ

جہاں ہم ہیں وہاں دارورسن کی آزمائش ہے

آج وطن عزیز وحشتوں کی زد میں ہے، مقتل گاہ انسانیت کی بدترین مثال ہے۔عید کے پرمسرت موقع پر ہم اپنے رب کے حضور اس کی نعمتوں کا شکرادا کرنے کی بجائے دین حق سے بغاوت اور یہود ونصاریٰ کی تہذیب وثقافت کی بھول بھلیوں اور دلکشیوں میں کھو گئے۔نتیجتاً مسجدیں ویران، معاشی بدحالی، بدامنی، لوٹ کھسوٹ اور قتل وغارت گری عام ۔مسلمان' مسلمان کی جان کا دشمن، ملک خانہ جنگی کے دہانے پر، حکمران اور سیاست دان کرپٹ، قومی ادارے تباہ وبرباد، رشوت انعام، جھوٹ فیشن اور آرٹ، مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ عوام کے اعتماد سے محروم! آخر ایسا کیوں ہے......؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم مسلمان من حیث القوم اپنی شناخت کھو چکے ہوں؟

ہم نام کے مسلمان اور عمل میں یہود ونصاریٰ کے تمدن اور تہذیب کے اسیر ہو چکے ہوں؟

اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یقین مانیں کہ...... یہ وحشتیں اور کلفتیں اسی دورُخے پن اور منافقت کی سزا ہیں۔

اے کاش! ایسا ہوسکتا کہ......ہم عید اسی طرح مناتے جس طرح نبی کریم ﷺ نے منائی۔ہم عید کی خوشیوں میں دنیا بھر کے معتوب ومظلوم مسلمانوں کو بھی شریک کرتے۔اپنی دعاؤں، اخلاقی تعاون اور اپنی اجتماعی حمایت سے۔مگر ہم نے تو انہیں یاد تک نہ کیا۔کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، الجزائر، تاجکستان اور دنیا کے ہر خطے میں کفر کے خلاف جہاد کرنے والے مجاہد مسلمانوں کو ''مہا بھاڑو'' امریکہ کی تقلید میں بنیاد پرست، دہشت گرد اور انتہا پسند جنونی کہہ کر ان کے زخم زخم جسموں کو کچوکے لگائے۔حتیٰ کہ ہمارے حکمرانوں نے پاکستان کو انہی مجاہدوں سے خالی کرانے کے لیے کافر ملکوں سے امداد وتعاون طلب کرلیا۔عید حضور علیہ السلام کے طریقے پر منانے کی بجائے کفار ومشرکین کے سے انداز اختیار کر کے ایمان، عقائد اور اعمال کا حلیہ بگاڑ دیا۔

یقیناً حالات آج بھی بدل سکتے ہیں۔ہماری وحدت سے انقلاب بھی آسکتا ہے اور سامراج دنیا بھر میں ذلیل و رسوا بھی ہوسکتا ہے۔لیکن شرط یہ ہے کہ ہم مسلمان فکری تہذیبی اور عملی طور پر اپنی شناخت بحال کریں۔

سونے والو، جاگو! غافلو، چاق وچوبند اور مستعد ہو جاؤ! کسی کے انتظار میں بیٹھنے والو' مجاہد بنو، حق پہچانو! قربانی وایثار کے پیکر بنو، تقویٰ اور خلوص سے پاکستان کو امن، سلامتی اور یک جہتی کا گہوارہ بنادو!

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حر کی تکبیریں

(۱۰رمئی ۱۹۹۵ء)

شاہ بلیغ الدین

یومِ عید

ہجرت کے دوسرے سال بدر کی شاندار فتح سے حضورِ اکرم ﷺ لوٹے تو اس سے کوئی آٹھ دن بعد عید الفطر آئی۔ رمضان کے روزے اسی سال شعبان میں فرض ہوئے تھے۔ یہ مسلمانوں کے لیے خاص مسرت کا موقع تھا۔ کئی باتیں تھیں جن کی خوشیاں اکٹھی ہوگئی تھیں اور پھر مسلمانوں کی یہ پہلی عید تھی۔ اس سے پہلے مسلمانوں کے پاس اجتماعی خوشی کے اظہار کا کوئی تصور ہی نہ تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے عید کا اہتمام فرمایا اور اس دن اپنا بہترین لباس زیبِ تن فرمایا۔ محدثین اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ جمعہ اور عیدین کے موقع پر آپ ﷺ غسل کرتے اور جو اچھا لباس موجود ہوتا' پہنتے تھے۔ عید کے دن خود اچھا لباس پہننا اپنے متعلقین کو اچھا لباس پہنانا مستحب ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ...... جناب رسالت مآب ﷺ عید الفطر کے دن کچھ کھا کر عید گاہ جاتے' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کھجور سے افطار فرما کر عید گاہ تشریف لے جاتے تھے، کھجوریں ہمیشہ طاق عدد میں یعنی ۳ یا ۵ یا ۷ کھاتے۔

ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عید کی نماز کے لیے حضور اکرم ﷺ پیدل تشریف لے جاتے' جس راستے سے تشریف لے جاتے' اس سے واپس نہ ہوتے' دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ اس کا ایک مقصد تو یہ ہوتا تھا کہ مسلمانوں کو چہل پہل کا نظارہ زیادہ سے زیادہ کافروں کے سامنے آئے تا کہ اُن پر مومنین کی اجتماعی شان اور قوت کا اثر پڑ سکے۔ دوسرے یہ کہ اس طرح راستہ بدلنے سے دونوں راستوں کے مکینوں کو سلام کرنے کا موقع نکل آتا۔

بخاری میں حضرت براٗبن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نمازِ عید کے لیے حضور اکرم ﷺ بقیع کی طرف تشریف لے جاتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں جس میدان میں' عید کی نماز پڑھی جاتی' وہ جنت البقیع کے قریب ہی تھی۔ زاد المعاد میں ہے' عید گاہ مدینے کے مشرقی سرے پر تھی۔ حکم ہے عید کی نماز عید گاہ میں پڑھو۔ محلے کی مسجد میں نہیں۔ کمزوروں اور ضعیفوں کو اپنی محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ حضور اکرم ﷺ جب نمازِ عید کے لیے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو ایک جلوس کی شکل سی بن جاتی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ' آنحضرت ﷺ کے آگے آگے ہوتے۔ ان کے ہاتھوں میں وہ نیزہ ہوتا جو شاہ حبشہ اصحمہ نے رسولِ مقبول ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔

رمضان کے روزوں کے بعد ہر مرد وعورت اور بچے بڑے پر فطرہ واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تو صدقۂ فطر کو فرض قرار دیتے ہیں۔ بیوی بچوں کے فطرے کی ادائی سر پرست یا ولی خاندان کے ذمے ہے۔ اگر بیوی بچے کماتے ہیں تو پھر یہ ان کا اپنا ذمہ ہے اگر عید کے روز فطرہ ادا نہ کر سکیں تو اس کے بعد جب موقع ملے فطرہ ادا کرنا چاہیے۔ دینے میں اگر دیر ہو جائے تو اس سے فطرہ ساقط نہیں ہو جاتا کیونکہ یہ واجب ہے۔ کئی آدمیوں کا فطرہ ایک شخص کو اور ایک فطرہ ایک سے زیادہ آدمیوں کو

بھی دیا جا سکتا ہے۔صدقۂ فطر کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے یا غلہ بھی دیا جا سکتا ہے۔قحط کے زمانے میں غلہ دینا بہتر ہے۔غلّے میں عام طور پر سوا دو سیر گیہوں فی کس دیا جاتا ہے۔اگر کوئی اس سے زائد دے تو اس کی طرف سے صدقہ ہو جائے گا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نیزہ لیے عید گاہ میں داخل ہوتے تو اُسے اس مقام پر گاڑ دیتے جہاں سے حضور اکرم ﷺ نمازِ عید کی امامت فرمانے والے ہوتے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عید کے موقع پر پہلے رسالت پناہ ﷺ نماز پڑھاتے پھر خطبہ دیتے۔ابن عمر اور ابن جریج رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ خطبے میں آپ ﷺ کثرت سے تکبیر کہتے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید گاہ آتے جاتے تو......اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہٰ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کا ورد کرتے رہتے۔عید الفطر میں اگر آہستہ تکبیر کہتے ہوئے بھی جائیں تو مضائقہ نہیں۔لیکن عید الاضحیٰ میں تکبیر زور سے کہنی چاہیے۔جس طرح جمعہ کا خطبہ سننا واجب ہے' اسی طرح عید کے خطبے کے وقت بھی سلام و کلام کی اجازت نہیں۔

عورتیں اگر عید گاہ میں جائیں تو نماز میں شریک ہو سکتی ہیں۔رسول خدا ﷺ کے زمانے میں صحابیات عید گاہ جاتی تھیں۔ویسے اکیلے میں عورتیں گھر پر نمازِ عید نہیں پڑھ سکتیں۔

عید کی نمازِ عید سے پہلے' عید کی نماز کے بعد کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ہاں گھر لوٹ کر کوئی اور نماز پڑھی جا سکتی ہے لیکن عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے گھر پر بھی کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے۔اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نمازِ عید نہیں پڑھ سکتا۔نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ہاں کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھ سکتا ہے۔

اگر کسی عذرِ شرعی کی وجہ سے پہلے دن نمازِ عید نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن بھی پڑھی جا سکتی ہے۔عید الاضحیٰ کے لیے بارہویں تاریخ تک وقت ہے۔عذر کئی طرح کے ہو سکتے ہیں جیسے بارش کی شدت، امام کا نہ ملنا، تاریخ کے بارے میں شک۔ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے رسالت مآب ﷺ نے مسجد میں نمازِ عید ادا فرمائی تھی۔کتنے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ عید میں سویاں نہ پکیں تو عید ہی نہیں ہوتی۔یہ غلط بات ہے۔ایسا کوئی شرعی حکم نہیں۔یہ جو بعض لوگ تاویل کرتے ہیں کہ عید الفطر کے موقع پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے سویاں پکائی تھیں' محض گھڑی ہوئی بات ہے۔تاریخ سے اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔

عید کے موقع پر عیدی دینا بھی ایک رسم ہے جو ہم نے اپنے اوپر مسلط کر لی ہے۔بالخصوص شادی کے بعد پہلی عید پر سلامی دینا تو بعض خاندانوں میں فریضہ سمجھا جاتا ہے۔یہ سب چاؤ چوچلے کی باتیں ہیں۔شرع سے ثابت نہیں اگر کسی کو اللہ نے دیا ہے تو وہ جی کھول کے دے لیکن صرف ناک اونچی رکھنے کی خاطر جو ایسا کرتے ہیں' غلطی کرتے ہیں۔سچ پوچھئے تو عیدی انہیں دینا چاہیے جو امداد کے مستحق ہیں۔

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

عید لے کر آئی ہے جامِ فراق

ماہِ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو جمعۃ الوداع کہتے ہیں کہ یہ دن ماہِ صیّام سے جدائی کا پیغام دیتا ہے۔اس ماہ مقدس سے جدائی کا پیغام‘ جس میں زندگی کو ایک قرینہ ملا۔اسی ماہِ مبارک میں ہدایت کا دھارا ابھرا ،صداقت کا تارا چمکا۔افسوس!وہ ماہِ مبارک جو سعادت کا نشاں بن کے آیا تھا جس کی جدائی میں اہل دل‘ سال بھر اشک فشاں رہے اور جس کی آمد پر مےخانۂ رحمتِ ساقی کے دروازے کھل گئے تھے۔روزہ دار،نور یزداں سے اپنی تمناؤں کی جھولیاں بھر رہے تھے۔ اذانِ سحر سے روح مسرور ہوئی جاتی تھی۔نیک کاموں کے جذبے کی کشش لوگوں کو کشاں کشاں‘ مساجد کی طرف لیے چلی آ رہی تھی۔عبادت گاہیں پر رونق تھیں۔قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ کی حلاوت کے زمزمے جاری وساری تھے۔آج وہ ماہِ مبارک ہم سے جدا ہو رہا ہے۔جس کی آمد پر ملتِ بیضا جاگ اُٹھی تھی۔سوتے ہوؤں کو اللہ کی رحمت کے سہارے مل گئے تھے۔قرآن کے عامل اور ایمان کے حامل‘ شب بیداری سے حیاتِ نو پا رہے تھے۔حکم خدا اور منشائے رسالت ﷺ کے مطابق اہل عقل و دانش،دولتِ عقبیٰ لوٹ رہے تھے۔

وہ ماہِ مبارک کہ شعبان میں جس کا شوق دیدار تھا۔آج اُس کا یوم فراق ہے۔اب وہ ابر کرم رخ بدل رہا ہے۔جس سے آٹھوں پہر رحمت برستی تھی۔افسوس!اب پھر وہی تاریکی،وہی سکوت اور وہی دورِ خوابیدہ واپس آ رہا ہے۔جس سے یہ رب سے ملاقات کے دروازے بند ہو جائیں گے۔

اے ماہِ رمضان! اللہ کے مہمان!الوداع!کہ تیرے سینے میں اک شبِ پر بہار تھی‘جس سے فردِ گناہ دُھل رہی تھی۔تیرے دامن میں رحمتیں،برکتیں اور راحتیں بھری ہوئی تھیں۔اب جبکہ ایک برس کے بعد تو آئے گا۔ہم میں سے کتنوں کو نہ پائے گا۔

افسوس!عید تم سے علیحدگی کا پیغام لے کے آئی ہے۔یہ مناجات‘رب سے ملاقات کے دن،تسبیح وتہلیل کی راتیں ‘ہاتھ سے نکلی جا رہی ہیں۔تذکّرِ حق اور تفکّرِ قرآن کے دن لُٹے جا رہے ہیں۔اک تقریب گہر باری اور جشنِ شریعت تھا۔اہل یقین کی جبینیں جلووں سے منور تھیں۔رب کے ہاتھوں سے انعام لینے کا وقت تھا۔ابرِ رحمت گہر بار تھا۔ہر طرف فضلِ رحمٰن کی بارش جاری تھی کہ یکا یک جدائی کا پیغام آ گیا:

چھا گئی افسوس!پھر شامِ فراق ۔۔۔ آ گیا گردوں سے پیغام فراق
عید لے کر آئی ہے جامِ فراق ۔۔۔ کس طرح کاٹیں گے ایام فراق

الوادع! اے ماہِ رمضاں! الوداع
مومنوں کے دین وایماں! الوداع

سید یونس الحسنی

پاک و ہند روابط اور امریکی پالیسیاں

پاک و ہند تعلقات' تاریخ برصغیر کا ایسا باب ہے جس کے تمام صفحات کسی بھی گہرے، ہلکے یا دھندلے حرف ریزے سے ہنوز محروم ہیں۔ یہ ایسا گدلا تالاب ہے جس میں آڑے ترچھے، تیکھے، نوکیلے پتھروں کے سوا کچھ نہیں مگر جب تیز ہوا چلنے یا کوئی کنکر گرنے سے اس کے گندے پانی میں لہریں اٹھتی ہیں تو یہ سب سنگ ہائے قدیم وجدید اپنی کریہہ ہیئت کذائی کے ساتھ نمودار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر دو ممالک کے درمیان امن و آشتی اور صلح جوئی کا دل خوش کن انہی بھیانک پتھروں سے ٹکرا کر تنکا تنکا بکھر جاتا ہے۔ ایک مدت سے ہندوتوائی سیاست کی منافقت کے باعث اس قبیح عمل کا نامسعود سلسلہ جاری ہے۔ اب ہندی قیادت کی طرف سے مختلف تجاویز کی آمد نے پھر سے ایک حسین سپنے کی نیو اٹھانا چاہی تھی لیکن یہ بھی ایک دکھاوا نکلا۔ اس کیفیت پر مشہور مثال پوری طرح صادق آتی ہے کہ ''دودھ تو دیا مگر مینگنیں ڈال کر''۔ بارہ تجاویز پر مشتمل اس چارٹر میں فساد کی اصل جڑ ''مسئلہ کشمیر'' کا ذکر تک نہیں جو یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ ایک فریق اسے کوئی متنازعہ معاملہ سمجھتا ہی نہیں۔ اس لیے اسے زیر بحث لانے سے صاف انکاری ہے۔ غیر جانبدارانہ نگاہوں سے یہ پوشیدہ نہیں کہ مسٹر اٹل بہاری واجپائی وزیراعظم جمہوریہ ہند کی طرف سے تلاش امن کے لیے سعی کے پس منظر میں اٹھنے والی ان کے ناہنجار وزیر دفاع جارج فرنینڈس کی حماری صدا نے اس ڈھول کا پول بیچ چوراہے کے کھول دیا ہے کہ ان تجاویز سے ان کا حقیقی مقصد عالمی برادری میں پاکستان کو بے طرح ضدی اور ہٹ دھرم ثابت کرنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ الگ بات کہ وہ اپنے اس منصوبے میں مکمل طور پر نامراد رہا۔ سچائی تو یہ ہے کہ اسلام آباد نے امن کوششوں کی ہمیشہ صدق دل سے قدر افزائی اور حوصلہ افزائی کی ہے۔ البتہ گاؤ ماتا اور ہنومان کے پجاریوں کا رویہ آغاز ہی سے منفی رہا ہے۔ شدید عالمی دباؤ کی تاب نہ لاتے ہوئے ہندی لیڈروں نے مجبوراً تجاویز دے کر جو پیش قدمی کی ہے۔ ہماری وزارت خارجہ نے نہایت سوچ بچار کے بعد ان کا مناسب جواب بھیج دیا ہے۔ اب صرف جواب الجواب کا انتظار ہے۔ اس دوران انڈین میڈیا اپنے سرپرستوں کے ایماء پر پاکستان کے خلاف منفی پراپیگنڈہ مہم جاری رکھے ہوئے ہے۔ وہ کبھی اسے دہشت گردوں کا سرپرست کہتا ہے، کبھی اپنے اندرونی انتشار اور فسادات کو پاکستانی سازش قرار دیتا ہے۔ اور کشمیر کے ہندوستانی مقبوضہ خطے میں چلنے والی تحریک آزادی کو پاکستانی مداخلت کاری کا نتیجہ کہہ کر اسے بدنام کرتا ہے۔ ان سب نامعقول ہتھکنڈوں کے علی الرغم پاکستان نے ہر لمحہ حالات کی بہتری کے لیے مثبت رویہ اختیار کیا ہے اور کھلے دل سے پیش کش کی ہے کہ وہ ہندوستان کے ساتھ کشمیر سمیت تمام تنازعات و مسائل پر غیر مشروط مذاکرات کے لیے تیار ہے۔ پاکستانی قیادت چاہتی ہے کہ برصغیر

ہی نہیں براعظم ایشیاء میں امن وسلامتی کے لیے محض خوبصورت الفاظ سے مزین بیانات ہی کافی نہیں بلکہ اس نصب العین کے حصول کے لیے پورے خلوص کے ساتھ عملی اقدام اٹھانا ضروری ہیں۔اب جبکہ دونوں ملکوں میں خوشگوار کیفیات پیدا ہونے کے امکانات واضح ہونے کی توقع ہے تو فرنینڈس جیسے زبان درازوں کو روکنے کے لیے ان کے منہ پر چھکے چڑھانا ازبس لازم ہے۔تاکہ حالات میں دکھائی دینے والی بہتری منفی اثرات سے محفوظ رہ سکے۔صدر پرویز نے حالیہ دورۂ چین کے دوران پیکنگ یونیورسٹی کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے بالکل صحیح اور اصولی موقف اختیار کیا ہے کہ ’’پاکستان ہندوستان کے ساتھ پرامن تعلقات کا حامی ہے لیکن اس کے لیے مسئلہ کشمیر کو سائیڈ لائن نہیں کیا جاسکتا۔ہم اس کے ساتھ برابری کی بنیاد پر ڈیل کرنا چاہتے ہیں۔بلیک میل ہوکر یا دباؤ میں آکر ہرگز نہیں۔‘‘

پاکستان بلاشبہ اس دیرینہ متنازعہ مسئلے کے پرخلوص طریقے سے پرامن طور پر حل کا شدید متمنی ہے مگر اسے کیا کہیے کہ ہندوستان بڑا ملک اور ایٹمی طاقت ہونے کے گھمنڈ میں مبتلا ہے۔وہ مذاکرات کی ٹیبل پر آنے کی بجائے گریز پائی اور فرار کے حیلے بہانے تراشتا رہتا بلکہ بسااوقات انتہائی غلیظ ومتعفن لہجے میں دھمکیاں دینا شروع کردیتا ہے۔وہ بھول جاتا ہے کہ فریق ثانی اس سے کہیں بہتر حالت کی نیوکلیر پاور ہے۔سرحدی قربت کے باعث کوئی سی غلطی بھی اس علاقے میں حساس ترین کیفیات کو جنم دے سکتی ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ ہندی نیتا علاقے کا وسیع تر مفاد مدنظر رکھتے ہوئے تذبذب، تضاد بیانی اور اندھی مخالفت کی مجہول پالیسی ترک کرکے خلوص نیت سے تمام متنازعہ امور مل بیٹھ کر طے کریں۔اقوام متحدہ کی قراردادیں اس معاملے میں فریقین کی مناسب رہنمائی کرسکتی ہیں اور ممدومعاون ثابت ہوسکتی ہیں۔ہماری وزارت خارجہ نے تو کمال ہی کردیا۔تجاویز آئی ہی تھیں کہ ساتھ ہی امریکن وزیرخارجہ کی ٹیلی فون کال بھی موصول ہوگئی۔اس پرکار پردازوں نے فی الفور سر جوڑے اور ان کا جواب حکومت ہند کو ارسال کردیا۔امریکہ ایک طویل عرصے سے برصغیر کے معاملات میں پوری طرح دخیل ہے۔پاک وہند روابط اور مسائل میں اس کی پالیسیاں انتہائی پراسرار رہی ہیں۔اس لحاظ سے وہ برطانوی استعمار کا بالکل صحیح استبدادی جانشین ثابت ہوا ہے۔وہ تاج برطانیہ کے تراشیدہ نظریے ’’قوموں کو آپس میں لڑاؤ اور ان پر حکومت کرو‘‘ کا پورا متبع ہے۔اُس نے جنوبی ایشیاء کے دونوں بڑے ممالک پاکستان اور ہندوستان سے بظاہر گہرے دوستانہ مراسم رکھے ہوئے ہیں۔اسی دوستی کی آڑ میں وہ پس پردہ رہ کر دونوں ممالک میں انتہائی غیر دوستانہ سرگرمیوں میں ملوث ہوتا رہتا ہے؛ جس سے ان میں باہمی غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں اور یہ باہم برسرپیکار ہوتے رہے۔حتیٰ کہ ۱۹۷۱ء میں سانحۂ تقسیم پاکستان بھی اسی گندم نما جوفروش کی دسیسہ کاریوں کا شاخسانہ تھا۔اب بھی یہ دونوں ملکوں کو تھپکیاں دیتا ہے۔دراصل یہ طاغوت قطعاً نہیں چاہتا کہ ان ہمسایوں میں کسی قسم کی مفاہمت ہو یا یہ اپنے اختلافی مسائل الگ تھلگ ہوکر نمٹالیں اور باہم شیروشکر ہوکر رہیں۔پرامن بقائے باہمی کے مسلمہ اصول کے تحت ان میں کوئی معاہدے ہوجائیں اور کل کلاں اس قدر طاقتور ہوں کہ ہر برائی کو ابھرنے سے پہلے ہی دبوچ دیں۔یہ سوچتے ہی اس مارآستیں کے پاؤں تلے

انگارے لوٹنے لگتے ہیں پھر وہ سازشوں کے ایسے ایسے جال بنتا ہے کہ پناہ بخدا:

''یار انج کردے نئیں ویکھے کِدرے وی یاراں دے نال''

ویسے اس دور کی منہ زور حقیقت ہے کہ یہی دنی سیرت اور غلط پیمان امریکہ جب خلوص سے چاہے گا' مسئلہ کشمیر حل ہو جائے گا۔ لیکن وہ کبھی یہ نیک کام نہیں کرے گا کیونکہ وہ فطرت، جبلّت اور سرشت کے اعتبار سے پاکستان کیا کسی مسلم ملک کا دوست ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرآن حکیم میں ارشاد دائمی سچائی (UNIVERSAL TRUTH) ہے کہ ''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔ یہ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ البتہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ضرور ہیں۔'' اُس کی ان گنت مثالیں اس دورِ نامہرباں میں سامنے آ چکی ہیں۔ افغانستان میں اژدرِ غارت گر' عراق میں اندھا تباہ کار، چیچنیا میں روسی اودھ بلاؤں کا طرفدار بوسنیا ہرزی گووینا میں خون مسلم کی ارزانی و نسل کشی کی کارروائیوں کا عیار تماشائی اور خاموش شریک کار (SLEEPING PARTNER) نیز ارض فلسطین پر غاصب یہودیوں کا سرپرست وکھلا مددگار پاکستانی مسلمانوں کا ہمدرد و غمگسار کیونکر ہو سکتا ہے۔ قطعی ناممکن۔ وہ چار دانگ عالم میں ویرانیوں کی فصلیں اُگاتا پھرتا ہے اور ہمارے صدر پرویز اسی کے عشق پیچاں میں سرگرداں ہیں اور یہی گیت گاتے پھرتے ہیں ''گلیاں ہوون سنجیاں وچ مرزا یار پھرے'' (یہاں مرزا سے مراد ''بش ہے)۔ اب ان تجاویز اور پاکستان کے مثبت جواب سے جس قدر برف پگھلی ہے۔ ہم سچے پاکستانی کی حیثیت سے اس میں روز افزوں اضافے کی دعا کرتے ہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ تنازعات کا اونٹ کسی کروٹ بیٹھ جائے تا کہ خوش کن تعلقات کی بیل منڈھے چڑھ سکے۔ ہم صدر مملکت کو یاد دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسرائیل، بھارت، امریکہ کی مثلث دراصل ایک آکاس بیل ہے جو بڑے بڑے تن آور درختوں کو بہار میں بھی نذرِ خزاں کر دیا کرتی ہے۔ اس سے خبردار رہنے، بچنے اور بوقت ضرورت اسے کاٹ پھینکنے کی بھرپور صلاحیت پیدا کر کے استحکام وطن کو یقینی بنانے کی ٹھوس تدابیر بھی اختیار کریں تا کہ قوم کا مستقبل محفوظ ہو جائے اور کوئی رنگا رنگ پتھر سر نہ اٹھا سکے۔

سلیم الیکٹرونکس

ڈاؤلینس ریفریجریٹر کے بااختیار ڈیلر

حسین آگاہی روڈ۔ ملتان فون: 061-512338

یاسر محمد خان

اسلام ختم نہیں ہوگا

چودھری صاحب فیصل آباد کے کسی چک میں پیدا ہوئے، گرتے پڑتے، روتے دھوتے تعلیم حاصل کی، پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا اور کالج میں استاد بھرتی ہوگئے۔ ۱۹۷۶ء میں جب تھوک کے حساب سے پاکستانی امریکہ جانے لگے تو چودھری صاحب بھی ان کے ساتھ ہوگئے۔ وہاں انہوں نے دن رات محنت کی، ایک ایک کمرے میں دس دس بارہ بارہ بندے رہے، ایک وقت کا پکایا، دو دو دن کھایا، اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کیا، بارش دیکھی اور نہ ہی برف باری، دھوپ میں کھڑا ہونا پڑا تو ہوگئے، منجمد راتوں کو پیٹرول پمپوں پر ڈیوٹی دینا پڑی تو دی۔ چودھری صاحب برسوں محنت کرتے رہے یہاں تک کہ یہ محنت رنگ لے آئی اور چودھری صاحب کا شمار امریکی معیار کے مطابق متموّل لوگوں میں ہونے لگا۔ پڑھے لکھے انسان تھے۔ لہٰذا وہ کاروبار تک محدود نہ رہے، انہوں نے اپنا اثر و رسوخ سیاست دانوں تک بڑھا دیا، درجنوں میئر، سینیٹرز، ممبرز پارلیمنٹ اور وزراء ان کے ذاتی دوست بن گئے، یہ رسوخ کام آیا اور وہ صدر تک جا پہنچے، صدر کلنٹن اور ان کی بیگم ہیلری ان کے دوست بن گئے، وہ وائٹ ہاؤس یوں آنے جانے لگے جیسے کوئی اپنے گھر جاتا اور آتا ہے۔ حکومتِ پاکستان کو جب ان کے اثر و رسوخ کا اندازہ ہوا تو اس نے کئی خفیہ معاملات میں چودھری صاحب کی مدد لی، چودھری صاحب نے بھی ان معاملات میں پاکستان کی بھرپور مدد کی، انہوں نے کلنٹن اور بے نظیر اور پھر نواز شریف اور کلنٹن کے درمیان موجود غلط فہمیاں ختم کرائیں، وہ پرویز مشرف اور کلنٹن کو قریب لائے۔ گزشتہ ماہ چودھری صاحب پاکستان تشریف لائے تو میری ان سے کئی ملاقاتیں ہوئیں، عام گپ شپ کے دوران میں نے ایک دن چودھری صاحب سے پوچھا: ''امریکہ کا پاکستان میں کیا ایجنڈا ہے؟ وہ پاکستان کی کیا تصویر چاہتا ہے؟'' چودھری صاحب نے بتایا: ''امریکہ پاکستان کو ایک لبرل اور سیکولر اسٹیٹ دیکھنا چاہتا ہے، وہ چاہتا ہے پاکستان میں احیائے اسلام کی جو تحریکیں چل رہی ہیں وہ ختم ہو جائیں، جہاد کا تصور سرے سے مٹ جائے، مسجدوں اور درگاہوں پر لوگوں کی آمد و رفت کم ہو جائے، لوگ کلین شیو ہو جائیں، وہ ڈسکو میں جائیں، شراب پئیں اور دن رات کام کریں، افغانستان، عراق فلسطین، چیچنیا، کشمیر اور مشرقی تیمور کے لیے جلوس نہ نکالیں، ڈاڑھیاں نہ رکھیں اور پاکستانی خواتین برقعے نہ پہنیں۔''

مجھے چودھری صاحب کے خیالات سن کر حیرت ہوئی، میں نے حیران ہو کر پوچھا: ''امریکہ یہ سب کچھ کیوں چاہتا ہے؟'' بولے: ''پاکستان ایک جوہری طاقت ہے، جس رفتار سے اس ملک میں اسلام پسندوں کی تعداد بڑھ رہی ہے امریکہ کو خطرہ ہے دس پندرہ سال میں مولوی اقتدار کا باقاعدہ حصہ بن جائیں گے اور پاکستان میں اقتدار کا مطلب ہے آپ ایٹم بم سے چند گز کے فاصلے پر کھڑے ہیں، اس وقت یہ لوگ یورپ اور امریکہ کے لیے خطرہ ثابت ہوں گے۔ امریکہ پاکستان کو افغانستان اور عراق کی طرح دبا نہیں سکتا کیونکہ ان دونوں ملکوں کے پاس ایٹم بم نہیں تھا۔ لہٰذا وہ دفاعی لحاظ سے بہت کمزور تھے جبکہ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے، اگر امریکہ نے اس کے خلاف بھی افغانستان یا عراق جیسی حرکت کی تو مولوی ایٹم بم لے کر باہر آ جائیں

گے۔ چنانچہ اب امریکہ کی کوشش ہے' پاکستان' فرانس، جرمنی اور چین جیسا پر امن، ماڈرن اور بے غیرت ملک بن جائے' جہاں ماں کو بیٹی کا علم نہ ہو اور بیٹی کو باپ کی تمیز نہ ہو۔''

چودھری صاحب پرسکون لہجے میں بتا رہے تھے' میں نے پوچھا: ''امریکہ یہ سب کرے گا کیسے؟'' چودھری صاحب بولے: ''یہ سب کچھ کلچر، تہذیب اور ترقی کے نام پر ہوگا، امریکہ حکومتی میڈیا کو استعمال کرے گا، کیبل، ڈش انٹینا اور نت نئے ٹی وی چینل کے ذریعے کرے گا، لوگوں کی زبان، لباس اور خوراک بدلے گا، انہیں پیزا، برگر، میکڈونلڈ، کے ایف سی اور سافٹ ڈرنکس کے ذریعے ماڈرن بنائے گا، پورے معاشرے میں مولویوں کو تضحیک کا نشانہ بنایا جائے گا، انہیں معاشرے سے کاٹ دیا جائے گا، کمپیوٹر کے نام پر مدرسے کے وجود سے اس کی اصل روح خارج کر دے گا اور اس کے بعد یورپ اور امریکہ کو ہم اور ہمارے بم سے کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔'' چودھری صاحب نے منصوبہ بیان کرنے کے بعد ٹھنڈا سانس بھرا۔

میں نے چودھری صاحب سے عرض کیا: ''لیکن امریکہ کا یہ منصوبہ کبھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچے گا، امریکہ یہ سب کچھ کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوگا'' اب حیران ہونے کی باری ان کی تھی۔ انہوں نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں مجھ پر جما دیں، میں نے عرض کیا: ''چودھری صاحب! مسلمان میں ایک عجیب چیز ہے، جسے امریکہ ہر بار بھول جاتا ہے، یہ چیز ان لوگوں اور ماڈرن ازم میں سے بڑی رکاوٹ ہے۔'' چودھری صاحب نے استفہامیہ نظروں سے میری طرف دیکھا' میں نے کہا: ''چودھری صاحب اس چیز کا نام خوفِ خدا ہے، ہر مسلمان کے اندر خدا کا خوف بیٹھا ہے' اسے یقین ہوتا ہے' اسے کہیں نہ کہیں سے کوئی آنکھ دیکھ رہی ہے، یہ آنکھ اس کی ایک ایک حرکت، ایک ایک جنبش نوٹ کر رہی ہے اور اسے کبھی نہ کبھی اس جنبش، اس حرکت کا حساب دینا پڑے گا، یہ خوف اسے برائی کی طرف نہیں جانے دیتا، برائی اسے اپنی طرف متوجہ کرتی ہے، وہ اس کی طرف بڑھتا بھی ہے لیکن یہ خوف اس کے قدم روکتا ہے، اس کی رفتار کم کر دیتا ہے، اگر کبھی کوئی شخص اس خوف پر غلبہ بھی پا لے اور آنکھیں بند کر کے برائی کے تالاب میں چھلانگ لگا دے تو بھی اس کے اندر کسی نہ کسی گوشے میں جواب دہی کا احساس زندہ رہتا ہے۔ یہ احساس اسے اندر سے کاٹتا رہتا ہے، اسے چھیلتا رہتا ہے، اسے آواز دیتا رہتا ہے کہ پلٹ جاؤ! اللہ کی طرف' اس کی رحمت ومحبت کی طرف پلٹ جاؤ! ابھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے بیسیوں لوگوں کو اس آواز پر لبیک کہتے اور واپس پلٹتے دیکھا ہے، میں نے بے شمار مخلوط محفلوں میں، ماڈرن محفلوں میں' ماڈرن خواتین دیکھی ہیں' جن کے سینے اور بازو کھلے ہوتے ہیں، جنہوں نے تنگ لباس پہن رکھے ہوتے ہیں لیکن جونہی ان کے کانوں میں اذان کی آواز پڑتی ہے وہ فوراً اپنا سر ڈھانپ لیتی ہیں، ایک محفل میں ایسی درجنوں خواتین تھیں، باہر عصر کی اذان ہوئی تو جس کے ہاتھ جو آیا اس نے اٹھا کر سر پر رکھ لیا، میں نے ایک جواں سال خاتون دیکھی، جس نے اپنے سر پر تکیئے کا غلاف چڑھا رکھا تھا، ایک لڑکی نے سر پر ٹرے رکھا ہوا تھا، میوزک پارٹیوں میں لوگ اذان کے وقت میوزک بند کر دیتے ہیں، یہ کیا ہے؟ یہ سارے اقدامات وہ لوگ کرتے ہیں جو آج سے دس بیس سال پہلے یورپی ہو چکے ہیں، جن کی آنکھ ہی مغربی موسیقی کی آواز میں کھلی اور جنہیں ورثے میں ماڈرن ازم اور لبرل ازم کے سوا کچھ نہیں ملا لیکن ان کے اندر بھی خوفِ خدا موجود ہے۔ جب تک مسلمانوں کے اندر سے یہ خوف خارج نہیں کیا جاتا

،ان کے پلٹنے،ان کے واپس آنے کے امکانات موجود رہتے ہیں۔آپ ترکی کی مثال لیں!اتاترک نے ۲۴/اکتوبر۱۹۲۳ءکو ترکی کی سلطنت سے اسلام کو کھرچ کر نکال دیا،عربی رسم الخط ختم ہوگیا،سارے مدرسے اور دارالعلوم بند کردیئے گئے،ڈاڑھی رکھنے پر پابندی لگادی گئی،اذان کا ترکی میں ترجمہ کردیا گیا،تمام بڑی مساجد عجائب گھروں میں بدل دی گئیں،اسکولوں،کالجوں ،یونیورسٹیوں،پارلیمنٹ اور سرکاری تقریبات میں سرڈھانپنے،اسکارف لینے اور برقع پہننے پر پابندی لگادی گئی،پورے ملک میں قحبہ خانوں کو صنعت کی شکل دے دی گئی،شراب کی اجازت دے دی گئی،ترکی کو ایشیا سے کاٹ کر یورپ میں ملانے کی کوششیں شروع کردی گئیں،یورپ اور ترکی کے مابین ''اورینٹ ایکسپریس'' چلائی گئی،یہ ٹرین یورپ کی طوائفوں اور بیٹیوں کو استنبول لائی تھی،یورپ اور ترکی کے درمیان ویزا ختم کردیا گیا لیکن پھر اسی ترکی میں آہستہ آہستہ احیائے اسلام کی تحریکیں شروع ہوگئیں تو وہ عورتیں جو جینز اور ننگے بازوؤں کی قمیص پہنتی تھیں انہوں نے آہستہ آہستہ لمبے لمبے کرتے پہننا شروع کردیئے،ماریہ نے اپنا نام مریم اور جوزف نے یوسف اسلام رکھنا شروع کردیا،قرآن مجید کی خفیہ طباعت شروع ہوئی،لوگوں نے گھروں میں نمازیں ادا کرنا شروع کیں،قرآن مجید حفظ ہونے لگا اور سینکڑوں ہزاروں نہیں لاکھوں ترک حافظ قرآن ہوگئے،عورتیں سرڈھانپنے اور پھر سکارف پہننے لگی اور اب محض ۸۰ برس بعد ترکی میں اسلام پسند نہ صرف اکثریت سے کامیاب ہوئے،انہوں نے حکومت بنائی بلکہ انہوں نے معاشرے میں اسلامی تعلیمات کے احیاء کا کام بھی شروع کردیا،اب وہ ترکی زیادہ دور نہیں جس میں اسلام ہی اسلام ہوگا''

چودھری صاحب نے سر جھکا کر میری بات کی تصدیق کردی۔میں نے عرض کیا:''آپ سنٹرل ایشیاء کی مثال لیں،سوویت یونین ازبکستان،قازقستان،ترکمانستان،تاجکستان اور چیچنیا پر ستر اسی برس تک قابض رہا،ان ۷۰،۸۰ برسوں میں روسیوں نے مسلمانوں کا سارا کلچر ہی بدل دیا،۸۰ برس تک ان ریاستوں میں اذان نہیں ہوئی،مساجد میں تالے پڑے رہے،ان تالوں کو زنگ لگ گیا،وہ زنگ تالوں کو کھا گیا،تالے ٹوٹ کر گر گئے،مسجدوں کے دروازے کے قبضے ٹوٹ گئے لیکن سجدوں سے تڑپتی کسی جبین کا ذائقہ اللہ کے گھروں کی زمین تک نہ پہنچ پایا۔روسیوں نے قرآن مجید اسمگل کرنے والوں کو سرِ عام پھانسی لگائی ،گھر گھر تلاشی لے کر قرآن مجید کے اوراق تلاش کئے اور پھر ان اوراق کو نعوذ باللہ جلا دیا گیا،تاجکستان پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ پورے پورے شہر میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ملتا تھا جسے پورا کلمہ آتا ہو،لوگ لاالہ الااللہ کو کلمہ سمجھتے تھے لیکن پھر سوویت یونین ٹوٹ گیا،یہ ریاستیں ظلم اور جبر سے آزاد ہوگئیں،آج ان ریاستوں میں مسجدیں،مدرسے اور خانقاہیں آباد ہیں،لوگ وہاں روزے رکھتے ہیں،نمازیں پڑھتے ہیں،تراویح ادا کرتے ہیں،قربانی کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں۔آپ چیچنیا کی مثال لیں!بیسویں صدی کے شروع میں چیچنیا کے تمام جوان مرد مار دیئے گئے اور بوڑھوں،بچوں،بیماروں اور خواتین کو پورے روس میں پھیلا دیا گیا،یہ لوگ ۷۰ برس تک چیچنیا سے باہر رہے،اس دوران ان کی زبان ختم ہوگئی،رسمیں،روایتیں اور حکایتیں بدل گئیں،لوگ کلمہ تک بھول گئے لیکن ۷۰ برس بعد یہ لوگ ایک بار پھر اپنے وطن کی طرف لوٹے،ان کی زبانوں سے کلمہ جاری ہوا اور انہوں نے براہِ راست جہاد شروع کردیا،آج چیچنیا کے بے بس اور بے وسیلہ لوگوں نے روس جیسی ایٹمی طاقت کو زمین چاٹنے پر مجبور کردیا

ہے۔ بوسنیا اور کوسوو کی مثال لیں، یہ لوگ یورپ کا حصہ تھے، ان کی رگوں میں یورپی اقوام کا لہو دوڑتا تھا، ان لوگوں کو کلمہ فراموش کئے صدی گزر چکی تھیں، ان کے نام تک سے اسلامی خوشبو اڑ چکی تھی، یہ لوگ ڈیوڈ، جوزف، ٹام اور ہیری ہو چکے تھے لیکن پھر اچانک ان کے اندر کسی نے سرگوشی کی اور یہ لوگ ایک بار پھر مسلمان ہو گئے، انہوں نے پتھر، ڈنڈے اور اینٹیں اٹھائیں اور جہاد کی ایک نئی تاریخ رقم کر دی۔ آپ ایران، فلسطین اور لبنان کی مثال لے سکتے ہیں، ان تمام ممالک میں کبھی یورپی ثقافت شمال سے جنوب اور مشرق سے غروب تک ہلکورے لیتی تھی، یہ ملک ایشیا کے پیرس کہلاتے تھے لیکن پھر یہاں بھی انقلاب آ گیا۔ آج یہی ممالک ہیں جہاں تھوڑا بہت اسلام زندہ ہے۔

چودھری صاحب کے چہرے پر حیرت تھی، انہوں نے پریشانی سے پوچھا: ''لیکن ایسا ہوتا کیوں ہے؟''

میں نے قہقہہ لگایا: ''چودھری صاحب! میں نے عرض کیا نا خدا کے خوف اور اس کی محبت کے باعث ایک بار جی ہاں! بس ایک بار جس کان نے اللہ اکبر کی آواز سن لی، اس نے اللہ کو اپنا ربّ تسلیم کر لیا، بس اس کے اندر خوف کی بنیاد رکھ دی گئی۔ اس بنیاد سے عمارت توڑ دی جائے، تب بھی بنیاد باقی رہتی ہے، آپ بنیاد بھی اکھیڑ دیں تب بھی ایک آدھ اینٹ ضرور رہے گی، وہ اینٹ بھی نکل جائے تو بھی اس بنیاد کا نقش ضرور باقی رہتا ہے، یہ نقش، یہ اینٹ اور یہ بنیاد انسان کے اندر آہستہ آہستہ سرگوشی کرتی رہتی ہے، اس کو یاد دلاتی رہتی ہے، تمہارا ایک ربّ بھی ہے اور اس ربّ کی رحمت کے دروازے کبھی بند نہیں ہوتے، تمہارے پاس توبہ کی مہلت ابھی باقی ہے، تم لوٹ جاؤ اور چودھری صاحب! جب تک یہ نقش مسلمان کے وجود میں باقی ہیں، دنیا سے اسلام کو مٹانے کی ہر سازش ناکام رہے گی، امریکہ مسلمانوں کا کلچر بدل سکتا ہے لیکن اس کے اندر گونجنے والی سرگوشیاں ختم نہیں کر سکتا، یہ نقش نہیں مٹا سکتا، خوف خدا نہیں کھرچ سکتا۔''

(مطبوعہ: ''ضربِ مومن'' کراچی۔ ۱۴/ تا ۲۰/ نومبر ۲۰۰۳ء)

☆......☆......☆

بلاتبصرہ

کرائے کے شوہر

نیویارک سے شائع ہونے والے اردو ہفت روزہ ''پاکستان پوسٹ'' نے ۹ تا ۱۵/ اکتوبر ۲۰۰۳ء کی اشاعت میں سی، این، این کے حوالہ سے خبر شائع کی ہے کہ ماسکو میں کرائے پر شوہر فراہم کرنے کے لیے باقاعدہ سروس کا آغاز ہو گیا ہے اور نینا راکمانین نامی خاتون نے بے شوہر خواتین کے لیے ایک سروس شروع کی ہے جس کے تحت مذکورہ خواتین گھنٹوں، دنوں یا مہینوں کے حساب سے شوہر کرائے پر حاصل کر کے ان سے گھر کے ضروری کام کاج کرا سکیں گی۔ اس سروس کا نام ''شوہر کرائے پر'' رکھا گیا ہے اور اس کا باقاعدہ اشتہار جاری کیا گیا ہے۔ نینا کا کہنا ہے کہ روس میں ۶۰ فیصد خواتین اکیلے زندگی گزارتی ہیں جبکہ گھروں میں ایسے بہت سے کام ہوتے ہیں جو صرف مردوں کے کرنے کے ہوتے ہیں۔ اس لیے ان خواتین کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہ سروس شروع کی گئی ہے۔

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

''آئینہ ایسا دوں کہ تماشہ کہیں جسے''

صفحۂ قرطاس پر اگرچہ الفاظ بکھرنے کو بے قرار و بے تاب ہیں۔لیکن سوچتا ہوں کیا لکھوں؟ کیوں لکھوں؟ اور کن کے لیے لکھوں؟ انسان، احساس، ادراک اور تعقل کے باوجود جب نہ کسی کا دکھ محسوس کرے، نہ ادراک سے کام لے اور نہ ہی عقل کو بروئے کار لاتے ہوئے اُن خطوط پر زندگی بسر کرنے کا ارادہ کرے جو انسان کو دائرہ انسانیت میں رکھنے کے لیے ضروری اور لازمی ہیں تو انسان' انسان نہیں رہتا' حیوان بن جاتا ہے۔ایسی صورت میں معاشرے کے اندر ہر طرح کی بے راہروی، ظلم وستم اور دھاندلی اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہے۔کچھ ایسا ہی حال آج ہمارے معاشرے کا ہو چکا ہے جس میں ہم زندگی کے شب و روز بسر کر رہے ہیں۔معاملہ حد سے تجاوز کر چکا ظلم اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔معاشرے کے اندر جس پر ظلم روکنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے' وہی ظلم کا ذریعہ اور سبب بن رہے ہیں۔ہر شے ظلم وستم کے بے پناہ سیلاب میں بہتی نظر آتی ہے۔چاروں اطراف انصاف واویلا کرتا، شور مچاتا، سر پیٹتا نظر آتا ہے۔لیکن معاشرے کے ارباب بست وکشاد کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ایسے حالات میں میرے یہ چند حروف ظلم وستم، دھونس دھاندلی، افراتفری اور بے راہروی کے اس سیلاب کو کیسے روک سکتے ہیں؟ کون ایسا جیالا اور ہمت والا ہے' جو میری اس تحریر کو پڑھ کر ظالموں کے ہاتھ سے ظلم کی وہ تلوار چھین لے گا جس تلوار سے وہ انسانیت کا خون کر کے اپنے سفلی جذبات کو تسکین کا سامان مہیا کرتے ہیں۔حکمرانی کے روپ میں من مانی کرنا جن کا شیوہ ہو چکا ہے۔جن کی زندگی میں نہ کوئی ضابطۂ اخلاق ہے نہ ہی منزلِ مقصود' جو محض کٹی ہوئی پتنگ کی طرح حرص وہوس کی ہوا اور فضا میں ہچکولے کھاتے، ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر گرتے پڑتے زندگی بسر کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔مکھیوں کی طرح مٹھاس پر بھن بھن کرنا جن کا شعار ہو چکا ہے جو محض اقتدار کی خاطر جیتے اور مرتے رہتے ہیں۔اقتدار کا چسکا جنہیں ہر دم بے قرار اور بے چین کئے رکھتا ہے۔ایسے لوگوں نے ہی عام انسانوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔کوئی ایک بات ہو تو اس کا ذکر کیا جائے یہاں تو قدم قدم پر ایسے سانحات جنم لیتے ہیں کہ سانحہ پر عمر بھر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔عام لوگوں کے لیے تن وتوش کی پرورش کرنا، تن ڈھانپنا، نان ونفقہ تک رسائی حاصل کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو چکا ہے۔ہمارے اس ملک کے لوگ جانوروں سے بدتر زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں۔انہیں بھوک میں روٹی، پیاس میں پانی، بیماری میں دوائی، سفر میں راحت، دفاتر میں عزت، معاشرے میں ترقی، تعلیم میں تربیت کی نعمتوں سے یکسر محروم کر دیا گیا ہے۔قصرِ صدارت اور وزیر اعظم ہاؤس کی لذتوں میں مدہوش انسان کیا جانیں کہ اس وقت عام لوگوں کی حالت کیا ہے؟ وزارتوں کے رسیا اُس کرب سے کیوں واقف ہوں جو دن رات اس ملک کی اکثریت کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے' انہیں تو بس کرّ وفر، نام ونمود، شان وشوکت، بیرونی دورے ''گارڈ آف آنر'' نوکر چاکر، اچھی کار، اچھا بنگلہ، اچھی ''اپ ٹو ڈیٹ'' بیگم، اچھا بنک بیلنس چاہیے اور یہ سب کچھ اُنہیں مل جاتا ہے۔جنہیں

معمولی سی کاوش سے یہ سب کچھ مل جائے‘انہیں کیا معلوم کہ رزق حلال کے حصول میں عام انسان کے کیا مسائل ہیں۔بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے ایک عام شہری کو کن جانکاہ مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ جہاں اخلاق وکردار حرص وہوس کے سرد خانوں کی نذر ہو چکے ہوں‘ وہاں عام انسانوں کے گھر کے اندر چولہے سرد نہیں ہوں گے تو اور کیا ہوگا۔اب تو معاشرہ ایک المیہ ہے۔اک تماشا بن چکا ہے۔ایک طوائف کی طرح اسے پیسہ دکھا کر اس سے جو غلط کام چاہو لے لو‘ کوئی رکاوٹ نہیں۔حرص وہوس کی اس دنیا میں ہر چیز بکاؤ ہے۔ جہاں صورت حال یہ ہو کہ پولیس لوگوں کو قانون کی خلاف ورزی پر نہ پکڑے بلکہ اس لیے پکڑے کہ وہ پولیس کو کیا دیتے ہیں؟ وہاں جرائم بڑھیں گے‘ کم تو نہیں ہوں گے۔ جہاں صنعت کار اور سرمایہ دار وزراء اور بڑے سرکاری اہلکاروں کو ’’بھتہ‘‘ دے کر اپنی مصنوعات کی من مانی قیمت لگانے کی اجازت لے کر غریب انسانوں کا خون چوسنے کے لیے دن رات مصروف کار ہوں۔وہاں غربت نہیں بڑھے گی تو اور کیا ہوگا۔ جہاں عدالتیں‘ عدالتیں نہ رہیں بلکہ حکمرانوں کی مرضی ومنشاء کے مطابق فیصلے کرنے پر مجبور کر دی جائیں‘ وہاں انصاف کی توقع رکھنا اپنے آپ کو دھوکا دینے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے۔ جہاں سیاست ایک نفع بخش تجارت بن جائے، جہاں سیاست کے نام پر برملا تجارت ہوتی ہو‘جہاں چند خاندان ملک کی پوری معیشت پر قابض ہو کر ملک کی معیشت کے ساتھ دن رات وہی سلوک کرتے ہوں جو ایک عیاش شراب کے نشے میں بدمست ہو کر کسی شریف زادی کے ساتھ اپنے خلوت خانے میں کرتا ہے‘ وہاں غریب اور امیر کے درمیان نفرت نہیں پیدا ہوگی تو اور کیا ہوگا؟ امارت ،سرمایہ پرستی ہمارے معاشرے میں اب ایک ناگن کا روپ دھار چکی ہے جو ہر انسان کو ڈستی ہے‘اس کے زہر کا تریاق کہیں نہیں ملتا۔ہم نے ادب وآداب کے وہ تمام سانچے ہی توڑ ڈالے ہیں جن میں ڈھل کر ایک انسان زہر کے تریاق بتانے کے قابل ہوتا تھا۔وہ فضا اور ماحول ہی ہم نے بدل کے رکھ دیا ہے جس فضا میں انسان نیکی اور پارسائی کو اپنانے کے لیے اگر آمادہ نہیں ہوتا تھا تو مجبور کر دیا جاتا تھا کہ وہ نیکی کو اختیار کرے۔

اب تو صورت حال یکسر الٹ چکی ہے۔یعنی جو کچھ ہمارے پاس ہے‘اُس کے لیے اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے اور جو نہیں ہے‘اُس کے لیے صبر اختیار نہیں کرتے۔اس پر طرہ یہ کہ دولت کی نمائش اس قدر زیادہ ہو گئی کہ قدم قدم پر غریب شہری کو غربت اور احساس محرومی سے واسطہ پڑتا ہے۔ پہلے لوگ دولت کو زیرزمین دفن کر دیتے تھے۔اب دولت کو اُچھالتے ہیں اُس کی نمائش اور اُس کا اس طور مظاہرہ کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوں اور وہ ہماری امارت اور چودھراہٹ کے آگے سرنگوں ہو کر زندگی بسر کرنے کے لیے مجبور ہو جائیں۔دوسری طرف جب غریب شہری دیکھتا ہے کہ ایک طرف محلات میں رہنے والوں کو زندگی کی وہ تمام نعمتیں میسر ہیں جو کبھی بادشاہوں کو حاصل تھیں اور دوسری طرف کٹیا میں رہنے والے دو وقت کی روٹی سے محروم ہیں۔ایک کے کتے اطلس وکمخواب میں سوتے ہیں تو دوسرے کی جوان بیٹی کے سر پر دوپٹہ تک نہیں تو اس کے نفسیاتی کرب کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔اُس کے دل پر جو گزرتی ہے اُسے وہ لوگ کیسے جان سکتے ہیں جن کے جوتوں کی چمک کے سامنے انسانوں کے چہرے کی چمک ماند پڑ جاتی ہے۔یہی وہ لوگ ہیں جو عام غریب شہریوں کے ووٹ لے کر اسمبلیوں میں جاتے ہیں۔وہاں پر سودے بازی کر کے وزارتیں حاصل کرتے ہیں۔پھر وزارتیں حاصل کر کے ایسی حکمت عملی تیار کرتے ہیں جن کا مقصد عام

شہریوں کی معاشی حالت کومزید کمزور کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ اپنی معاشی بدحالی کی وجہ سے اُن کی سیاست سرداری اور سیاسی و معاشری برتری کے سامنے سجدہ ریز رہیں۔ کہ خوشحال ہوگئے تو پھر صورت مختلف ہوگی۔ اور یہاں اس سارے فراڈ کا نام جمہوریت ہے۔ جس پر ہمارے سیاست دان شرماتے نہیں' اتراتے ہیں۔ جو کچھ اس وقت ہمارے ملک کے اندر جمہوریت کے نام پر ہورہا ہے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس پر آمریت بھی سرنگوں اور شرمسار ہے۔ وہ بادشاہت کہ جس کو آج کے جمہوری پیشہ ور گالیاں دیتے ہیں۔ اُس بادشاہت میں تو بادشاہ بھیس بدل کر رات کو اپنی نیند حرام کر کے اپنے محلات سے باہر نکلتے تھے اور معلوم کرتے تھے کہ رعایا کس حال میں ہے۔ کوئی رات کو بھوکا تو نہیں سویا، کہیں کسی پر ظلم تو نہیں ہوا، کوئی ایسا تو نہیں جسے انصاف نہ ملا ہو۔ اُسے انصاف مہیا کیا جائے۔ کوئی ایسا تو نہیں جس کا کوئی پرسان حال نہ ہو' اُس کا حال معلوم کر کے اس کی مصیبت کا مداوا کیا جائے۔ آج اس نام نہاد جمہوریت کے دور میں کسے فرصت ہے کہ وہ غریب، مجبور اور مقہور شہریوں کے حالات معلوم کرتا پھرے۔ جنہیں بیرونی دوروں سے پریس کانفرنسوں سے، اسمبلی کے اجلاسوں سے، باہمی مشاورت، بے ہودہ اور بیکار تقریروں اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے طفل تسلیوں سے فرصت نہیں وہ کیا لوگوں کے حالات معلوم کریں گے۔ بے کار مصروفیات سے وہ فارغ ہوں تو لوگوں کے حالات معلوم کریں، مشکلات کو دیکھیں، مسائل کو سنیں اور انہیں حل کریں۔ بلکہ اس کے برعکس حکومتی وزراء اور اہلکار برملا اس بات کا اعلان کرتے رہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی جادو کا چراغ نہیں ہے کہ تمام مسائل راتوں رات حل کر لیے جائیں۔ لہٰذا عوام کو صبر اور سکون کے ساتھ تکلیفیں برداشت کرنی چاہیے۔ ان شاء اللہ جلدی حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ ہم ایسے منصوبے بنا رہے ہیں کہ جن سے موجودہ تکلیف دہ صورت تبدیل ہو جائے گی اور یہ مسلسل پچھلے چھپن برسوں سے دن بدن زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق اس ملک کے حکمران خود اس معاشی بدحالی، غربت اور لوگوں کے احساس محرومی کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً اس وقت ایک عام شہری کو سب سے زیادہ تکلیف بجلی کی گرانی سے ہے۔ بجلی کا بل نہیں آتا بلکہ بجلی کا کرنٹ لگتا ہے۔ بجلی جتنی ضروری ہے اس سے کہیں زیادہ مہنگی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ بجلی کی اس مہنگائی کے ذمہ دار ہمارے حکمران ہیں' جنہوں نے بیرونی کمپنیوں سے اربوں روپے رشوت لے کر انہیں من مانی قیمت لگانے کی اجازت دے دی تھی۔ یہی صورت حال کم و بیش ہر قسم کی مہنگائی میں موجود ہے۔ جنرل صاحب کئی بار اپنی تقریروں میں کہہ چکے ہیں کہ ہم عوام کے لیے بجلی سستی نہیں کر سکتے۔ اگر آپ بجلی سستی نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے بیرونی دورے ہی کم کر دیں' حکومتی اخراجات میں کمی کر کے عوام کے لیے کچھ ایسی مراعات مہیا کر دیں جس سے انہیں زیادہ نہیں تو کچھ آسانی ہو جائے۔ آخر عوام کہاں جائیں اور کیا کریں؟ گوشت مہنگا، سبزی مہنگی، دال مہنگی، علاج مہنگا، تعلیم مہنگی، سفر مہنگا، تیل پٹرول مہنگا۔ اس ملک کے اندر صرف ایک چیز ہی سستی ہے اور وہ ہے قتل و غارت۔ ہر شہر، ہر گاؤں، ہر موڑ، ہر سڑک پر قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ دو آدمی موٹر سائیکل سوار آتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں، قتل کر کے چلے جاتے ہیں۔ یہ موٹر سائیکل سوار آخر کون ہیں جو پچھلے کئی برسوں سے گرفتار نہیں ہو رہے۔ یہ لوگ چاہیں تو مولانا اعظم طارق جیسی معروف اور توانا شخصیت کو قتل کر دیں جن کے ووٹ سے موجودہ حکومت کی تشکیل ممکن ہوئی۔ وہ چاہیں تو ملک کے بڑے سے بڑے آدمی کو قتل کر دیں۔ انہیں روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں۔ جو حکومت لوگوں کے جان، مال، عزت، آبرو کی حفاظت

نہیں کر سکتی، اُسے حکومت کرنے کا کیا حق ہے؟

جاوید ہاشمی گرفتار ہو گئے۔ نہ کہیں اُن کی ایف آئی آر اور نہ اُن کے بارے میں کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں گم ہو گئے ہیں۔ پولیس انکاری ہے کہ اس نے انہیں گرفتار نہیں کیا۔ حکومت اقراری ہے کہ انہوں نے قانون کی حدود سے تجاوز کیا ہے۔ لہٰذا جو بھی قانون توڑتا ہے، دھر لیا جاتا ہے۔ اس گرفتاری کے لیے رٹ عدالت میں دائر کی جاتی ہے لیکن حکومت عدالت کے سامنے بھی ایف آئی آر پیش نہیں کرتی۔ رشتے داروں کی درخواست کہ اُنہیں ہاشمی صاحب سے ملنے کی اجازت دی جائے، مسترد کر دی جاتی ہے۔ یہ سب کیا ہے اور کیوں ہے؟ اگر جاوید ہاشمی نے بالفرض قانون کی خلاف ورزی کی بھی ہے تو اُن کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کیوں نہیں کی جاتی؟ کیا ن قانون یہ نہیں کہتا کہ گرفتار ہونے والے شخص کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر نزدیک ترین عدالت میں پیش کر کے مجسٹریٹ کو اُس الزام سے آگاہ کیا جائے جس کے تحت اُس کی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے اور مزید حراست کے لیے مجسٹریٹ سے اجازت لی جائے۔ جسے پولیس ریمانڈ کہا جاتا ہے۔ کیا یہ سب کچھ دھاندلی نہیں ہے۔ قانون کی خود تعمیل نہیں کرتے ہو اور الزام دوسروں پر دیتے ہو۔ وزیر اعظم صاحب اس گرفتاری پر فرماتے ہیں کہ آئین کے تحت عدلیہ اور فوج پر انگلی نہیں اُٹھائی جا سکتی۔ قاضی حسین احمد نے اس کا درست جواب دیا ہے کہ فوج اور عدلیہ اب اس قابل نہیں رہی کہ اُن پر انگلی نہ اٹھائی جائے۔ وہ اس حیثیت میں نہیں کہ اُنہیں تنقید سے بالاتر قرار دے دیا جائے۔ فوج کا وہ حصہ جو ملکی سیاست میں ملوث ہو چکا ہے اُس پر تنقید ہو سکتی ہے اور جو عدالت غیر جانبدار نہیں، اُس پر بھی دونوں پر تنقید جائز ہے۔ جس طرح کسی فوجی جرنیل کا ملک کے منتخب وزیر اعظم کو اُس کے منصب سے ہٹا کر اقتدار کے تخت پر بیٹھ جانا جائز ہو گیا ہے اور عدلیہ کا اس اقدام کو صحیح قرار دینا اور اسے (جنرل صاحب کو) آئینی ترامیم کا حق بھی عطا کرنا جائز ہو گیا ہے۔ ویسے عدلیہ اور فوج پر تنقید کرنا بھی اب جائز ہے۔ قانون تو ہر ایک کے لیے ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ حکمرانوں کے لیے قانون اور ہو اور شہریوں کے لیے اور، حکومت کے لیے قانون اور ہو اور اپوزیشن کے لیے قانون اور۔ وزیر اعظم صاحب اسے قانون نہیں کہتے، دھاندلی کہتے ہیں۔ جس کے خلاف ہر محبِّ وطن کو صف آرا ہونا چاہیے اور ہم بھی صف آراء ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گے۔ اس لیے بھی کہ یہ ہمارا ایک دینی فریضہ ہے، جس کا ادا کرنا موجودہ حالات میں ضروری اور لازمی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا تاریخی ارشاد تاریخ کے اوراق پر سنہری حروف سے لکھا ہوا آج بھی موجود ہے:

’’پہلی قومیں اس لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ اُن کے قانون محض غریب اور کمزور لوگوں کے لیے تھے۔ خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اُس کا ہاتھ بھی کاٹنے کا حکم دے دیتا۔‘‘

اسے قانون کہتے ہیں۔ آپ کس قانون اور آئین کی بات کرتے ہیں جس کے آپ خود پابند نہیں۔ جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا بھی دین کا حکم ہے۔ وہ دین جو آپ کو اس لئے زیادہ پسند نہیں کہ اُس دین میں غلط کاموں سے روکنے اور ٹوکنے کا حکم ہے ’’**امر بالمعروف ونهی عن المنکر**‘‘ دین حقہ کا وہ فریضہ ہے جس کا ادا کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ ہمارا دینی فریضہ بھی ہے اور آئینی اور قانونی حق بھی ہے۔ حکومت کی غلط حکمت عملیوں پر غلط کاموں پر تنقید کرنا ہر شہری کا آئینی حق ہے۔

حکومت کے ایسے کام جو ملکی مفاد کے خلاف ہوں اُن پر اگر ہم تنقید نہیں کرتے تو ہم خود مجرم ہیں۔ خدا کے فضل سے ایسے جُرم کا نہ کبھی ہم نے پہلے ارتکاب کیا ہے اور نہ آئندہ کوئی ایسا ارادہ ہے۔ کیونکہ ہم اس ملک کے اندر رہتے ہیں۔ اس ملک کے ساتھ ہماری نسلوں کا مستقبل وابستہ ہے۔ اس ملک کا ہم کھاتے ہیں اس ملک کا ہم پہنتے ہیں۔ ہمارے جسم کے ہر ریشے کی آبیاری اس ملک کی غذا اور فصل سے ہوئی ہے اور پھر یہ ملک ہمیں اس لئے بھی عزیز ہے کہ اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے۔ اس ملک کے قیام کے لئے سرزمین پاک و ہند کے مسلمانوں نے بڑی عظیم قربانیاں دی ہیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں بے گھر ہوئے، ہزاروں عصمتیں لوٹ لی گئیں، بڑھاپے بے سہارا ہوئے، بچے یتیم ہوئے، عورتیں بیوہ ہوئیں، تب جا کر یہ ملک آزاد ہوا، انگریز بہادر نے یہ ملک کوئی طشتری میں رکھ کر ہمیں پیش نہیں کر دیا تھا اس ملک کو آزاد کرانے کے لئے غیرت مندوں اور حُریت پسندوں نے بے پناہ قربانیاں پیش کیں۔ قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں، اور اپنے جسموں پر انگریزی تشدّد کو برداشت کیا، تب یہ ملک انگریز کی غلامی سے آزاد ہوا۔

ہمارے حکمرانوں کو اس بات کا بھی احساس ہونا چاہیے کہ حکومت اور ریاست کے درمیان ایک بنیادی فرق موجود ہے حکومت ریاست کا ایک حصہ ہے ریاست نہیں ہے۔ حکومت پر تنقید، ریاست پر تنقید نہیں ہے کہ آپ ایک شخص کو فوراً اس لئے غدار قرار دے دیں کہ وہ حکومت کے غلط کاموں کو نشانہ تنقید بناتا ہے اس جھمیلے میں حکومت کو نہیں پڑنا چاہیے آپ حکومتی دائرے کے اندر رہ کر، اگر کچھ کر سکتے ہیں تو عوام کی خدمت کریں انہیں معاشی بدحالی سے نکال کر خوشحالی کے سپرد کرنا اس وقت عوام کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ وزیراعظم صاحب! ہمیں ڈرایئے نہ، کچھ کر کے دکھایئے ہم آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے ہر وقت تیار ملیں گے۔ باقی رہ گیا فوج کا معاملہ تو یہ فوج پہلے پاکستان کی فوج ہے۔ اس کے بعد عوام کی، پھر کہیں جا کر آپ کی اور جنرل صاحب کی ہے۔ اس لئے فوج عوام کی ہے، عوام فوج کی، آپ تو بادِ خزاں کے جھونکے کی طرح آئے ہیں، گزر جائیں گے۔ پاکستان اور پاکستان کی فوج آج بھی ہے، اور ان شاء اللہ اپنے عوام کے ساتھ قیامت تک موجود رہے گی۔ لہٰذا آپ کو فوج کا غم نہیں کرنا چاہیے۔ عوام کا غم زیادہ مقدم ہے، کوئی کارنامہ کر کے دکھایئے ہم آپ کے مداحوں میں ہونگے۔ بغیر کسی کام کے ستائش ہم سے عبث ہے کہ ہم خوشامدی نہیں ہیں اور یہ خوشامدی لوگوں کا وطیرہ ہے۔ معاف کرنا ہم وہ نہیں ہیں۔ ہم تو اس ملک کے اندر اُن لوگوں کی صدائے بازگشت ہیں جو سر ہتھیلی پہ رکھے انگریزی جبر و تشدّد کے ساتھ ٹکرا گئے۔ اُنہوں نے برطانوی سامراج کو اُس وقت للکارا تھا جب اُس کی سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی طرح آپ کے اسلاف بھی ہمارے اسلاف کو یہی مشورہ دیتے تھے کہ انگریز بہت بڑی ''سپر پاور'' ہے اس سے ٹکرانا بے وقوفی ہے۔ معاف کرنا انگریز رہا اور نہ یہ امریکہ رہے گا، رہے نام اللہ کا...... جو سب سے بڑا ہے۔ اور جس کی طاقت کے سامنے کوئی بڑے سے بڑا بھی دم نہیں مار سکتا۔ ہم اُسی اللہ کے نام لیوا ہیں اُسی اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں اور اُسی اللہ کے پیغمبر آخرالزمان کی اُمت ہیں۔ جس کے بعد نہ کوئی دوسرا آیا ہے اور نہ آئے گا۔ اُسی کے لائے ہوئے لائحہ عمل پر چلیں گے تو دنیا و آخرت میں نجات ملے گی ورنہ دونوں جہانوں میں رسوائی اور ذلت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

خادم حسین

میرؔ کی بحر میں داغؔ کے مصرعے

روزنامہ ''اوصاف'' ملتان کی اشاعت مورخہ ۳۰/اکتوبر ۲۰۰۳ء میں درج ذیل خبر چھپی ہے:

''ترکی کی ۸۰ ویں سالگرہ کی مقامی ہوٹل میں ہونے والی تقریب کے مہمان خصوصی اور پاک ترکش کلچرل کے روح رواں پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ سنتِ نبوی ﷺ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہوئے کلین شیو چہروں کو خوبصورت اور بچوں کے ساتھ بیٹھ کر شراب نوشی کو پسندیدہ قرار دے دیا۔ تفصیل کے مطابق پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ترکی میں سب سے بہترین بات مجھے یہ لگی کہ وہاں پر تمام سرکاری اداروں میں ڈاڑھی رکھنے کی سخت پابندی ہے۔ انہوں نے اپنے غیر شرعی خطاب میں مزید کہا کہ پاکستان میں خاص مشروب اپنی اولاد کے سامنے نہیں پی سکتے مگر ترکی میں بہترین سہولت دی گئی ہے۔ انہوں نے مزید بھی غیر شرعی جملے کہے جو ضابطہ تحریر میں نہیں لائے جاسکتے......''

ہمارے استاد جی ایک دفعہ بات کر رہے تھے کہ کالج اور دفاتر کی کینٹینوں، آفیسرز میس اور پوش علاقوں کی کوٹھیوں میں وائٹ کالر حضرات اکثر یہ گفتگو کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں:

''روزہ وہ رکھے جسے کھانے کے لیے کچھ نہ ملتا ہو...... مجھے کوئی ایسا چپراسی لا دو جو روزہ نہ رکھتا ہو، چائے بنا کے پلا سکے...... بچوں کے ختنے کرنے کی کیا ضرورت ہے' اس سے انہیں خواہ مخواہ تکلیف ہوتی ہے...... عید قربان پر اتنا خون بہانا فضول ہے' اسی پیسے سے آدمی کسی غریب کی مدد کر دے...... ایک تو ان داڑھی والوں سے مجھے بڑی نفرت ہے......''

استاد جی سے پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے یہی سکیل نمبر سترہ اور اس سے اوپر کے آفیسر! جاگیردار اور صنعت کار کہ انسان جب اپنے آپ کو ذرا خوشحال دیکھتا ہے تو پھدکنے لگتا ہے۔ خدا سے بے نیاز ہو جاتا ہے کہ دولت اور عہدہ ایمان و اخلاقیات کو غارت کر دیتے ہیں۔

قارئین کرام! پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد نے کوئی نئی بڑ نہیں ہانکی بلکہ اس طرح کے لوگوں کے منہ سے اگر کوئی اچھی بات نکل جائے تو یہ تعجب کی بات ہوگی۔ اس قبیل کے دوسرے لوگوں کا بھی یہی حال رہا ہے۔

ایک دفعہ لاہور کے ایک کالج کے سوشلسٹ پروفیسر ظہور احمد نے کہا تھا: ''نکاح ایک فرسودہ رسم ہے۔''

حال ہی کے ایک مذاکرے میں ایک ایم این اے خاتون نے کہا ہے: ''کون احمق ہے جو کہتا ہے کہ مرد عورت کو ایک ہی ٹیبل پر اکٹھے نہیں بیٹھنا چاہیے......'' اور مزید کہا کہ: ''مردوں کو چار چار شادیوں کی اجازت دینا انتہائی بدتمیزی ہے......''

ابھی پچھلے دنوں اخبار میں جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کا ایک بیان چھپا ہے: ''لڑکا لڑکی باغ میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو میاں بیوی مان کر ازدواجی رشتہ قائم کر لیتے ہیں تو یہ نکاح ہوگا۔''

کوئی تیس سال پہلے کی بات ہے روزنامہ ''امروز'' ملتان میں اُس بازار کے ایک وکیل کا بیان چھپا تھا: ''اردو ادب میں

مذہب کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔''

ایوب خان کے دور میں' اُس کے مشیر مذہبی امور ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے کہا تھا: ''عید قربان پر اتنے وسیع پیمانے پر جانوروں کا خون بہانا پیسے کا ضیاع ہے۔ یہی رقم کسی رفاہی ادارے میں لگائی جائے۔''

اس حوالے سے وطن عزیز کی مقتدر ہستی جنرل پرویز مشرف کا بیان بھی قابل ملاحظہ ہے: ''پسماندہ اسلام' ملکی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ کسی نے ڈاڑھی رکھی ہے تو بسم اللہ! مجھے نہ کہو کہ میں ڈاڑھی رکھوں۔ میں ڈاڑھی نہیں رکھنا چاہتا۔ فلمی پوسٹر ،میوزک، ڈاڑھی نہ رکھنا، خواتین کا برقع نہ پہننا، شلوار قمیض، پینٹ...... چھوٹے معاملات ہیں' انہیں ایشو نہ بنائیں۔ یہ چھوٹی سوچ اور چھوٹے ذہن کی بات ہے......''(''نوائے وقت''۔''اسلام'' ۱۱ رجون ۲۰۰۳ء)

پیپلز پارٹی کی لیڈر بے نظیر نے کہا: ''کوڑے مارنا، ہاتھ کاٹنا' وحشیانہ سزائیں ہیں۔''

ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا: ''پیتا ہوں تھوڑی سی پیتا ہوں......شراب پیتا ہوں' غریبوں کا خون نہیں پیتا۔''

نواز شریف حکومت نے سود کی حرمت (نصِ قطعی) کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی' یعنی حکومت نے اپنی بنائی ہوئی عدالتِ عالیہ میں اللہ میاں کے خلاف درخواست دی۔

ماہنامہ ''قومی ڈائجسٹ'' کی اشاعت ماہ نومبر ۲۰۰۳ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد زکریا کا ایک انٹرویو چھپا ہے' جس میں انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر کلاس میں خواتین اور طالبات سے بے تکلف ہو جاتے تھے اور بعض اوقات سب کے سامنے اُن سے گلے ملنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔''

جوش ملیح آبادی' اپنی کتاب ''یادوں کی بارات'' میں لکھتا ہے: ''میرے پینے کا طریقہ یہ ہے' بھرا ہوا پیمانہ، نعرۂ بسم اللہ ......اور میں نے الا اللہ کا نعرہ لگا کر پورا گلاس ایک سانس میں خالی کر دیا۔''

مرزا غلام احمد کی کتابیں بھی خرافات کا پلندہ ہیں کہ وہ بھی پلومر وائن کا عادی تھا۔

پروفیسر وارث میر نے اپنی کتاب ''عورت کی آدھی گواہی'' میں اللہ تعالیٰ کے کلام کے مقابلے میں کس نامعقول ''عقولیّت'' کا اظہار کیا ہے؟

روزنامہ ''امروز'' لاہور کا ایڈیٹر ظہیر الدین اپنے اخبار میں دین کے خلاف کیا کچھ ہفوات نہیں چھاپتا رہا؟

ایک دور میں سبطِ حسن نے ہفت روزہ ''لیل ونہار'' کا ''فتویٰ نمبر'' شائع کیا تھا' جس میں زیادہ تر' اپنی طرف سے ہی 'علماء کے خلاف کذب وافتراء کا وہ طومار باندھا کہ انہیں پڑھ کے ایسا لگتا تھا جیسے مسٹر کمیونسٹ' مس رافضہ کے ساتھ متعہ فرما رہے ہیں۔

عبداللہ حسین کی ''اُداس نسلیں''، سعادت حسن منٹو کی ''خالی ڈبے خالی بوتلیں'' اور کشور ناہید کی ''بری عورت کی کتھا'' کس لہجے کا پتہ دیتی ہے؟ عصمت چغتائی کا ''دوزخی'' مرزا عظیم بیگ چغتائی اور خود عصمت چغتائی، ''طلوعِ اسلام'' کا جھوٹا مدعی غلام احمد پرویز، ''نگار'' کا ایڈیٹر نیاز فتح پوری، سرسید، مرزا غالب، ن۔م راشد، فہمیدہ ریاض، تسلیمہ نسرین، سلمان

رشدی، رفیع اللہ شہاب، احمد بشیر، ڈاکٹر گورایہ، حسین شاہد، نجم سیٹھی، احمد فراز، عبداللہ ملک، میر ایاز، راجہ انور' یہ سب کس کیمپ کے آدمی ہیں؟ ان لوگوں کی تحریریں کس ہذیان کی غماز ہیں؟ سرحد کا احمد بلور ہو یا خانوں کا ولی، سندھ کا ایاز ہو یا رسول بخش پلیجو' پیرانِ مغاں سے لے کر رندانِ دُردآشام تک' اس حمام میں سارے ننگے ہیں:

کچے پکے راگ ہیں سارے
کالے کالے ناگ ہیں سارے

اور

چچوں چچ گنڈیری ہیں یہ
رات کی ہیرا پھیری ہیں یہ

یہ مادر پدر آزاد خیالات کے حامل لوگ کہ ان میں سے بعض کے خون کو تو شراب کا تڑکا لگا ہوا ہے۔ یہ غیر شرعی پارسا ، بنت رز کے حاشیہ بردار، نام نہاد ادیبانِ جہاں گرد اور اکثر شاگردوں کے مقالات کو اپنے نام سے شائع کرانے والے ماہرین تعلیم، علم کی گرد بھی ان کے چہروں پر نہیں پڑی۔ خلاصوں کا مرقع و مجموعہ کہ جن کے جیب و داماں میں اپنا کچھ نہیں کہ ان کا روحانی باپ کارل مارکس کہتا ہے: ''آسمان سے خدا کو اور زمین سے مذہب کو نکال دو۔''

یہ غیر ملکی شرنارتھیوں کی کھٹّی تے چاٹنے والے ازلی بزدل کہ جو ڈاڑھی، نماز، پردہ اور مُلّا کا نام لے کر' اللہ، رسول ﷺ کی تعلیمات اور شعائرِ اسلام کو ہُوٹ کرتے ہیں اور کھل کر سامنے نہیں آتے' مسلمان بھی کہلاتے ہیں۔ خدا و رسول ﷺ کا کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور مسلمانوں اور خدا و رسول ﷺ کے خلاف طعن بھی توڑتے ہیں۔ لانگے خاں باغ ملتان کے اُس ''جہاز'' کی طرح جو اپنے زعم میں جھاڑی کے پیچھے چھپا ہوا' چرس ملے تمباکو سے' خالی سگریٹ بھر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''ایناں دی ماں کُوں' ہک دفعہ اِتھاں اسلام آونجے ناں!'' حالانکہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ زنا، شراب سے' اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ ڈاڑھی' رسول پاک ﷺ نے رکھی ہے۔ پردہ' ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کا اسوہ ہے۔ ظالمو! حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اس وصیت کو ہی کوئی وزن دیا ہوتا جس میں انہوں نے فرمایا کہ میرا جنازہ رات کے اندھیرے میں اٹھانا کہ کوئی غیر مرد میرا قد بھی تصور میں لانے کی جرأت نہ کر سکے اور یہاں ''اسلام کے قلعے'' کے بازاروں میں زندہ لاشیں اپنا بھاؤ چکا رہی ہیں۔ فائیو سٹار ہوٹلوں، پبّوں اور کلبوں کی ناؤ و نوش کی ہاؤ ہو میں' سفید کالر' اودے اودے، نیلے نیلے پیلے پیلے پیرہنوں میں الجھے ہوئے ہیں اور:

دامن کشِ فطرت ہے غراروں کا در و بست
ہر سمت اُڑے پھرتے ہیں خوبانِ گل اندام

آغا شورش مرحوم نے ان ہی لوگوں کے بارے میں کہا تھا:

میر کی بحر میں داغ کے مصرعے' پینے اور پلانے والے — دیدہ دل کی رونق ہیں سب سرخ سویرا لانے والے
دبلے پتلے کنگلے ہکلے، بسوئے چھریاں کانٹے تکلے — منٹو کے الفاظ میں چکلے' سب کچھ ہے اسلام نہیں ہے

مولانا فقیر اللہ رحمانی (رحیم یار خان) (آخری قسط)

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ کی یاد میں

مسٹر بھٹو نے اپنے دورِ اقتدار میں علماء پر مقدمے قائم کر کے پریشان کرنے کی حد کر دی اس پاداش میں مرشدی جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر صادق آباد، رحیم یار خاں، احمد پور شرقیہ، بہاول پور میں مقدمے قائم کیے گئے۔ رحیم یار خاں میں گرفتاری ہوئی اور آپ کو جیل بھیج دیا گیا اس پر مجلس احرار اسلام نے ایک احتجاجی جلسہ کیا جس میں تمام جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے اس میں اصل بیان سید عطاء المحسن بخاری شاہ صاحب کا ہونا تھا آپ جلسہ سے دو روز قبل رحیم یار خاں پہنچ چکے تھے۔ آپ کو ایک نامعلوم جگہ پر قیام کے لئے بھیج دیا گیا ان دنوں جماعت کا دفتر فدائے احرار مولانا قمر الدین کے مکان واقع شاہی روڈ پر تھا کارکنوں کی وہاں پر چہل پہل تھی پولیس والوں کا پروگرام تھا کہ جوں ہی سید عطاء المحسن شاہ صاحب یہاں پہنچیں انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ سی آئی ڈی والوں نے پروگرام کی تفصیلات جاننے کے لئے اپنے اپنے انداز استعمال کیے' لیکن انہیں اصل پروگرام کا علم نہ ہو سکا ادھر جماعت کی طرف سے سپیکر پر اعلان کیا گیا کہ سید عطاء المحسن شاہ صاحب فلاں گاڑی پر ملتان سے تشریف لا رہے ہیں آپ کا اسٹیشن پر والہانہ استقبال ہوگا کارکن ہار وغیرہ لے کر اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ پولیس کی بھاری نفری بھی وہاں پہنچ گئی، گاڑی اسٹیشن پر پہنچی تو آپ نہ آئے۔ پولیس نے پھر تجسس شروع کر دیا۔ ملک منور الدین پولیس کو بتانے لگے کہ شاہ صاحب پولیس کے خطرے کے تحت خان پور اتر گئے ہوں گے یا پھر یہاں پلیٹ فارم پر پولیس کو دیکھ کر آگے چلے گئے ہوں اور صادق آباد اتر کر وہاں سے تشریف لائیں بہر حال حتمی بات کوئی نہیں ہے۔ اب بے چارے پولیس والے زیادہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے اب خان پور اور صادق آباد سے آنے والی ہر گاڑی کو چیک کرنا شروع کر دیا ادھر پروگرام یہ تھا کہ جلسہ بروقت شروع کر دیا جائے اور باقی جماعتوں کے نمائندے پہلے بول لیں' جب بجلی بجھا دی جائے گی تب اندھیرے میں حضرت شاہ صاحب کو اسٹیج پر لایا جائے گا۔ حضرت شاہ صاحب بستی امانت علی سے بذریعہ سائیکل تشریف لائے اور اسٹیج سے چند گز کے فاصلے پر آ کر رک گئے اودھر سٹیج پر اطلاع ہوگئی کہ آپ تشریف لا چکے ہیں اسٹیج پر بجلی بند ہوگئی اور حضرت شاہ صاحب آرام سے اسٹیج پر پہنچ گئے پھر جب بجلی آئی تو آپ سپیکر پر تھے اور کامیاب انداز میں فرمایا الحمدللہ۔ اب پولیس والے حضرت شاہ صاحب کو دیکھ کر از حد پریشان ہوئے کہ آپ کس وقت اور کدھر سے آئے ہیں' اب کیا بن سکتا تھا۔ پھر وقت تھا اور شاہ صاحب تھے حکومت اور پولیس کو اس مذموم حرکت پر خوب رگڑا دیا۔ دو تین گھنٹے بیان ہوا۔ پھر دورانِ تقریر حضرت شاہ صاحب نے اپنا مخصوص اشارہ ہاتھ ہلا کر کیا تو اب پھر بجلی بند کر دی گئی کارکنوں کا ایک جھرمٹ حلقہ بنا کر نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھا' یہ نعرے ایک طرف لگ رہے تھے اور حضرت شاہ صاحب کو دوسری طرف سے نکال دیا گیا۔

مجلس احرار اسلام کا ضلعی دفتر شاہی روڈ رحیم یار خاں پر تھا اور راقم الحروف دفتر میں خادم تھا' ایک دن حضرت شاہ

صاحب اچانک تشریف لائے مجھے کہا کہ حافظ محمد اکبر کو بلائیں' میں گیا اور حافظ صاحب کو تلاش کر کے لایا حضرت شاہ صاحب نے حافظ صاحب کو بتایا کہ پولیس تعاقب میں ہے' میں یہاں قیام کرنا چاہتا ہوں' حافظ صاحب نے کہا ٹھیک ہے لیکن یہ تو دفتر ہے اور یہاں پر تو ہر وقت آدمی آتے جاتے رہتے ہیں آپ بستی مولویاں چلے جائیں وہاں پر محفوظ رہیں گے' شاہ صاحب نے فرمایا ٹھیک ہے۔ رات کو حضرت شاہ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آج کل ملک منورالدین اعوان کہاں ہے میں نے آپ کو بتایا کہ وہ اس وقت بھودی پور میں کریانہ کی دُکان کرتے ہیں۔ دوسرے دن بھودی پور پہنچے ملک منورالدین نے جب حضرت شاہ صاحب کو دیکھا تو از حد خوش ہوئے۔ انہیں شاہ صاحب نے صورت حال سے آگاہ کیا تو اس نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں۔ محفل جمی ہوئی تھی کہ اچانک مولانا عبدالحق اور میرے بڑے بھائی مولوی نوراللہ آ پہنچے۔ مولانا نے حضرت شاہ صاحب کو بتایا کہ میزبان احرار مولانا قمرالدین آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب شاہ صاحب وہاں پہنچے تو انہوں نے شاہ صاحب کو گلے لگایا اور فرمایا کہ اگر آپ کو پولیس سے خطرہ ہے تو میرا گھر حاضر ہے' مزید فرمایا کہ آپ جب بھی اس علاقہ میں آئیں تو آپ کا قیام میرے گھر پر ہوگا۔ اگر کسی اور کے مہمان ہوئے تو یہ آپ کی میرے ساتھ زیادتی ہوگی۔

انہی ایام میں راقم الحروف حوادثات زمانہ کا شکار تھا۔ آوارگی بڑھنے لگی اور گھر سے بھی اکثر غائب رہنے لگا تو میرے خاندان میں سے کسی نے یہ بات حضرت سید عطاء المحسن شاہ صاحب تک پہنچا دی۔ آپ نے مجھے سمجھایا کچھ دن ٹھیک رہا لیکن پھر وہی آوارہ گردی۔ آپ نے استاد محترم مولانا عبدالحق صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مشورے سے مجھ سے بات کی کہ لاہور والے مرکزی دفتر میں آدمی کی ضرورت ہے۔ میں خاصا پریشان ہوا۔ حضرت شاہ صاحب کو انکار بھی نہ کر سکتا تھا اور یہاں سے جانا بھی مشکل تھا۔ آپ مجھے لاہور لے گئے۔ وہاں دفتر میں ایک روز قیام کر کے آپ گجرات چلے گئے۔ پھر وقتاً فوقتاً تشریف لاتے اور سمجھاتے رہے۔ روزمرہ کا حساب بھی چیک کراتا تاکہ مجھے اپنی خامیوں کا پتہ چلتا رہے۔ ایک روز آپ نے حساب چیک کیا تو اس میں صبح کو دو چائے کا خرچ لکھا ہوا تھا آپ نے مجھ سے پوچھا کہ دوسرا آدمی چائے پینے والا کون تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے ہی دو چائے پی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دفتر احرار ہے مسلم لیگ کا دفتر نہیں یہاں پر کفایت شعاری سے خرچ کرنا ہے۔

ایک دن مجھ سے محبت کے انداز میں کہنے لگے دیکھو ہم سے بے وفائی نہ کرنا ساتھ دو تو زندگی بھر کا ساتھ دو' میں نے آپ سے زندگی بھر ساتھ نبھانے کا عہد کیا۔ الحمدللہ کہ اُن سے اچھی نبھائی ہے اور بقیہ زندگی بھی ان کے مشن پر چلنے کی کوشش کروں گا۔

۱۹۷۹ء میں آپ گجرات سے ملتان منتقل ہوئے اور دار بنی ہاشم میں ایک کمرے کو وقف کر کے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ قرآن مجید کی تعلیم شروع کر دی پھر ۱۹۸۰ء میں راقم الحروف مدرسہ معمورہ کے دفتر میں خادم دفتر کی حیثیت سے آ گیا اس وقت طلباء مدرس و مہمان وغیرہ سب کا کھانا شاہ صاحب کے گھر پکتا تھا۔ آپ طلباء کو ایک دسترخوان پر اپنی نگرانی میں کھانا کھلاتے اور

ان کی پوری تربیت کرتے۔

ایک دفعہ میں گھر سے ملتان گیا' بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں نے سوچا کہ اب دوپہر کا وقت ہے' حضرت شاہ صاحب آرام کر رہے ہوں گے' اڈے پر ہوٹل سے کھانا کھا کر دار بنی ہاشم آیا۔ شاہ صاحب دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے' مجھے دیکھ کر اھلاً وسھلاً مرحبا فرمایا اور کہا کہ آپ کو بھوک لگی ہوگی اچھا بیٹھو میں ابھی کھانا لاتا ہوں میں نے عرض کیا' میں نے ہوٹل سے کھانا کھالیا ہے آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اچھا آتے میرے پاس ہوا اور کھانا ہوٹل سے کھا کر آتے ہو' اچھا شام کو بھی کھانا ہوٹل سے کھا کر آنا' میں نے کہا معذرت چاہتا ہوں آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

میرے ساتھ تو خاص شفقت فرماتے، ہر دکھ سکھ میں شریک ہوتے' عزیزی صبغت اللہ کی شادی دسمبر ۱۹۸۶ء میں ہوئی۔ آپ ایک روز قبل میرے فقیر خانہ پر تشریف لائے اور سارا دن میرے گھر پر تشریف فرما رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ہم سب کے محسن تھے، ہم ان کے احسان فراموش نہیں کر سکتے۔ جون ۱۹۸۹ء میں بادل نخواستہ آپ سے رخصت لے کر گھر آنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ مستقل چھٹی نہیں ہر ماہ میں دس روز کے لئے یہاں آیا کرو دس روز میں دفتری کام کر کے چلے جایا کرو پھر چار سال تک میں آپ کی خدمت میں اسی طرح حاضری دیتا رہا۔

آپ ۲۶/ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ایک روز کے لئے یہاں تشریف لائے۔ صادق آباد، رحیم یار خان، بستی مولویاں اور خان پور میں کارکنانِ احرار کو خطاب کیا اور جماعت کی ترقی و بقاء کے لئے چند ضروری ہدایات دیں یہ آپ کا رحیم یار خان کا آخری سفر تھا۔

مورخہ ۱۸/ اپریل ۱۹۹۹ء کو لاہور میں مجلس احرار اسلام کے نئے دفتر کا افتتاح آپ نے کیا اور اپنے ہاتھوں سے پرچم کشائی کی' اس تقریب میں چودھری ثناء اللہ بھٹہ اور حکیم محمد صدیق تارڑ بھی شریک ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب کی طبیعت تو پہلے ہی سے خراب تھی لیکن پھر بگڑتی ہی چلی گئی۔ احباب کے اصرار پر آپ کو ہسپتال لے جایا گیا۔ ہم نے گھر آ کر ۲۱/ مئی کو لاہور فون کیا تو آپ نے فرمایا بس پہلے سے ٹھیک ہوں پھر مجھے سرائیکی میں فرمانے لگے کہ ''اڈّا! میں ڈاڈھا مونجھا ہاں کئی ڈینہاں واسطے آونجو'' (یعنی میں بہت اداس ہوں کچھ دِنوں کے لئے آجاؤ)

۴/ جون تک میں آپ کی خدمت میں رہا۔ سید محمد کفیل بخاری صاحب کی آمد پر مجھے رخصت دے دی۔ پھر ۱۸/ اگست کو دار بنی ہاشم ملتان پہنچا' قدم بوس ہوا' بہت ہی خوش ہوئے۔ تیسرے روز میں نے اجازت چاہی تو فرمانے لگے ''یار! جلدی آجایا کرو' اب تو تمہیں بلانا پڑتا ہے۔''

۴/ اکتوبر کو ملتان فون کیا تو حضرت پیر جی مدظلہ' نے فرمایا کہ ایک روز کے لئے یہاں آجاؤ ۶/ اکتوبر کو ملتان پہنچا حضرت شاہ صاحب اپنے کمرے میں بیٹھے تھے۔ قدم بوس ہوا بہت خوش ہوئے ضلع رحیم یار خان کے لئے حضرت پیر جی مدظلہ' کا سالانہ پروگرام مرتب کیا رات کو کافی دیر تک آپ کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اگلی صبح اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا بس اتنی جلدی

واپسی ہے، یہ پہلا موقع تھا کہ میں اتنے تھوڑے وقت میں واپس ہو رہا تھا۔ آپ نے مصافحہ کیا اور ساتھ ہی اشکبار آنکھوں سے فرمایا کہ ''ہاں بھائی! جو بھی آیا ہے، وہ جانے کے لئے آیا ہے'' آپ کے آنسو بہہ رہے تھے اور ساتھ ہی میں بھی رو دیا۔ پھر میں آپ کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا اور جی بھر کر رو یا بس یہ میرا آپ سے آخری ''مکلاوا'' تھا۔ میں نے باہر والے گیٹ پر آ کر پھر آپ کو دیکھا تو آپ کی نظر کرم میری طرف تھی بس یوں آخری دیدار کر کے میں چل پڑا لیکن راستے میں کافی دیر تک گم سم رہا اور سوچتا رہا کہ آپ نے کیا فرمادیا ہے لیکن ذہن اس طرف نہ جاتا کہ آپ نے تیاری کر لی ہے۔ اتنی سخت بیماری اور اتنا عرصہ صبر و تحمل یہ آپ ہی کا کمال تھا آپ گاہ بگاہ اپنے ہونہار بھانجے سید محمد کفیل بخاری کو بھی متنبہ کرتے رہے کہ بیٹا اب وقت تھوڑا رہ گیا ہے کشتی کنارے لگنے کو ہے۔ آپ ہمت نہ ہارنا اس جوان کی بھی بڑی ہمت ہے کہ انہوں نے خدمت گزاری کی کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

آخر گیارہ نومبر پونے چار بجے اطلاع ملی کہ آپ کا انتقال پُر ملال ہو گیا۔ ایک سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی دل و دماغ تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے، ابھی تو ہمیں آپ کی ضرورت تھی لیکن موت کا وقت تو ایک ساعت بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ہم گھر کے افراد ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ جیسے تھا، ویسے اٹھ کھڑا ہوا۔ دیوانہ وار دار بنی ہاشم پہنچا۔ آپ اپنے کمرے میں آرام فرما تھے کھلتا ہوا چہرہ، نیند کی سی کیفیت یوں لگا کہ ابھی آرام کر کے اٹھیں گے۔ ہم سب کو اھلاً وسھلاً کہیں گے، مگر آپ تو گہری نیند سو گئے تھے۔ زندگی بھر کے تھکے ہوئے، اب آرام فرما تھے۔ سب کے آنسو بہہ رہے تھے کہ ہمارے محسن نے زندگی کا سفر اتنی جلدی طے کر لیا۔

اگلی صبح ساڑھے آٹھ بجے دار بنی ہاشم سے آپ کا جنازہ اٹھا۔ ملک کے کونے کونے سے لوگ آئے ہوئے تھے آگے آگے پرچم احرار کا ایک جیش تھا یوں لگا کہ چناب نگر میں ۱۲ ربیع الاوّل کا جلوس آپ کی زیر قیادت چل رہا ہے ابھی حضرت کا بیان ہو گا ابھی حضرت ایوان محمود کے سامنے مرزائیوں کو دعوت اسلام دیں گے اور خود ہی نعرے لگوائیں گے۔ ہر کارکن اپنے قائد کو کندھا دینے کے لئے بے تاب نظر آیا سپورٹس گراؤنڈ میں آپ کے استاد محترم مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ، نے جنازہ پڑھایا اور آپ اپنے والد بزرگ و برتر کے قدموں میں دفن ہوئے۔

سرائیکی کے دو شعر آپ کی نذر ہیں:

تیڈی گول جوپئی ہر پَل مُحسن ، تھوں شہر بازار تے بر گولیم
کڈی گولیم تیکوں خواب دے وچ، کڈی پاندھی وانگ سفر گولیم
ہم پیت دے پندھ اِیں توڑ نبھائے، تھین اکھیاں بھانویں تر گولیم
تیڈی سِک کاشفؔ نہیں بہن ڈتا، تیکوں مُحسن شام سحر گولیم

کتاب ''دینِ اسلام'' انتخاب: محمد یوسف شاد

مصنف: مفکرِ احرار چودھری افضل حقؒ

حاصل مطالعہ

☆ قومیں جب عمل سے عاری ہوجاتی ہیں، تو حُسنِ عمل کی بجائے چند عقائد کو ذریعہ نجات بنالیتی ہیں اور سیدھی راہوں کو چھوڑ کر پیچیدہ اور فلسفیانہ موشگافیوں میں پڑ جاتی ہیں۔ زبان اور دماغ کام کرتے ہیں دل تاریک اور ہاتھ بے کار ہوجاتے ہیں۔ عبادات کے بغیر دل ویرانہ ہوجاتا ہے۔ سعی و عمل کی اُمنگیں جوانی کے دِنوں میں اُٹھتی ہیں مگر بادِ صرصر کا طوفان بن کر، اقتدار، دولت، شہرت اور عیش کے تقاضوں میں سچی زندگی کا تصوّر ملیا میٹ ہوجاتا ہے اور انسان، شیطان کے ہاتھوں میں ناانصافی اور ظلم کا آلہ کار بن جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنی ہمت سے معرکے سر کئے ہیں۔ حالانکہ اقتدار، دولت، شہرت اور عیش چند روزہ زندگی کی تباہ کن مصروفیتوں کے سوا کچھ نہیں، سیاسی سربلندی، وہی مطلوب ہے جس کا نتیجہ مساوات، انصاف، محبت اور خدمت ہو۔

☆ اللہ سے جتنا تعلق بڑھے گا اتنا ہی طبیعت میں خدمتِ خلق کا جوش اور رات دن کام کرنے کی خواہش بڑھے گی۔ وہ عبادات جو عمل سے عاری کردیں اُن میں دکھاوے اور دُنیا فریبی کا عنصر ہوتا ہے۔ ورنہ نمازیں حُسنِ عمل پر آمادہ کرنے کا تیر بہدف نسخہ ہیں، نمازیں اللہ کی اطاعت کا اقرار اور قرآنی احکامات کی تعمیل کا وعدہ ہیں۔ اگر نمازیں پڑھ کر دل خودغرضیوں، شہرت پسندیوں، اقتدار اور دولت طلبیوں سے رُک نہ جائے اور انسان کی انسانیت کے بلند کرنے کے لئے بے قرار نہ ہو جائے تو جانو تم نے نمازیں نہیں پڑھیں۔

☆ نمازیں کبھی دل شکستہ نہیں ہونے دیتیں۔ بڑھاپے اور بیماری میں بھی ہمت کو جواں اور روح کو تندرست رکھتی ہیں۔ سچا مسلمان ہمیشہ نئی آنکھوں سے دنیا کو دیکھتا ہے اور غریبی میں امیری کرتا ہے۔ جو انسان نمازوں میں آیات کے معنی سمجھ کر پڑھتے ہیں وہ دین کی دولت اکٹھی کر لیتے ہیں۔ اُنہیں جنت اور خوشی کا سیدھا راستہ نظر آنے لگتا ہے۔ اُن کا عمل عبادت کا جزو ہوجاتا ہے۔

☆ فرض نمازوں کے علاوہ اگر کوئی تہجد معمول بنا سکے تو سونے پر سہاگہ ہے۔ ولایت کے درجہ کا یہ ضروری جزو ہے۔ اِس سے مُردہ دل جلدی زندہ ہوجاتا ہے، بیمار روح تھوڑے عرصہ میں شفا حاصل کرتی ہے، بڑھاپے میں ہمت جوان ہوجاتی ہے جوان، عوام کا راج اور عادلانہ نظام قائم کرنے کے لئے اپنے آپ کو مستعد پاتے ہیں۔ موت کا خوف کم ہوجاتا ہے۔ ایثار و قربانی کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔

☆ نماز، گناہوں کی اُس آگ کو جو دھیرے دھیرے دِل کو جلانے کا گُن رکھتی ہے۔ نماز چپکے چپکے اُس پر پانی ڈال کر

آہستہ آہستہ بجھا دیتی ہے۔عمل اور ردّعمل سے انسان خود بھی آگاہ نہیں ہوتا، مگر دل برائیوں سے بچ نکلتا ہے۔

☆اسلام کے نزدیک اصل غلبہ اخلاقی غلبہ ہے۔ یہ خدمتِ خلق کے بغیر ممکن نہیں اور خدمتِ خلق کا جذبہ بغیر خالق کی عبادت کے مستقل طور پر پیدا نہیں ہوتا۔ جوانی کا جوش بعض لوگوں کو ابتدائی عمر میں نیک کاموں کی طرف لگاتا ہے خدا سے لو لگنے کی کمی سے آہستہ آہستہ یہ خدمت گزاری کا ولولہ بڑھاپے تک ختم ہو جاتا ہے۔ خدا کے پاک بندوں کے جوش اور ولولے مرتے دم تک باقی رہتے ہیں۔ جب قوم میں عبادت اور خدمت، دونوں کے عامل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں، جو علم حق اور انصاف کے لئے سب کچھ قربان کر دیتے ہیں تو اسلامی معنوں میں قوم غالب ہو جاتی ہے۔

☆اسلام عشق بازی نہیں بلکہ سرفروشی کا نام ہے۔

☆بعض اوقات عبادت کی کثرت خدمتِ خلق سے لاپروا کر دیتی ہے اور کبھی خدمتِ خلق کا جوش عبادت الٰہی سے غافل کر دیتا ہے۔ دونوں صورتیں نامناسب ہیں ایک طرف رجحان ہو تو طبیعت پر بوجھ دے کر دوسری صورت قائم رکھنی چاہیے خدمت اور عبادت دونوں کے پلڑے برابر رکھنے کا نام سلامتی اور اسلام ہے۔

☆نفس کا غرور، عقل کو اُچک کر بیہودہ پندار میں گرفتار کر دیتا ہے۔ انسان اپنے سائے کو دیکھتا نکلتا ہے، وہ تن کر چلتا ہے اُسے اپنی شخصیت کے طول و عرض کے لحاظ سے کھلے سے کھلا بازار بھی تنگ نظر آتا ہے۔ کبھی اپنے حُسن و جمال پر اِتراتا ہے تو کبھی دوسروں پر نگاہ قہر ڈالتا ہے۔

☆عقل اُس داتا کی بڑی دین ہے۔ عقل کی آنکھیں ہیں۔ خود راہ دیکھتی ہے مگر عمدہ گھوڑی کی طرح جس کی ران کے نیچے ہو اُسی سوار کی ہو رہتی ہے۔ جذبات اُس پر اچانک سوار ہو جاتے ہیں اور دل کی منشا کے مطابق جدھر چاہیں لئے پھرتے ہیں عقل جب بالغ ہو کر کارخانہ قدرت پر نظر ڈالتی ہے تو اُس کی وسعتوں کو دیکھ کر ٹھٹک کے رہ جاتی ہے۔ دل بے چین سا ہو کر دماغ سے سوال کرتا ہے کہ دنیا کی چیزیں بنائے بنتی ہیں، اِس کارگاہ عالم کا کاریگر کون ہے؟

☆کائنات کے گورکھ دھندے میں عقل اُلجھ کے رہ جاتی ہے۔ قدرت کی پہیلی بوجھنے میں دل و دماغ پریشان ہو جاتے ہیں۔ قدرت کاملہ کی کمال کرم فرمائی کریم النفس انسانوں کو دنیا میں بھیج کر عقل کو حیرانیوں سے نکالنے کا بندوبست کرتی رہتی ہے۔

☆دنیا کی دولت، ملکوں کی سلطنت زور بازو سے مل سکتی ہے لیکن راستہ توفیق الٰہی کے بغیر میسر نہیں آتا۔

☆انعام یافتہ لوگوں کی آخری نشانی یہ ہے کہ وہ ذکر اور عمل کے پلڑے عمر بھر برابر رکھتے ہیں۔ یہ کبھی نہ کیا کہ ذکر و شغل میں لگے تو دنیا بھول گئے، یا اولوالعزمیوں پر آئے تو مولا کو بسار دیا۔

☆فحش گوئی، فواحشات کی ابتداء ہے، ایسی صحبتوں میں شیطان آسان راہ پالیتا ہے۔

☆مکار اور ریاکار کبھی سچی محبت اور پختہ وفاداری پیدا نہیں کر سکتا۔ نیک نیتی سے اخلاص پیدا ہوتا ہے۔

خیر النّساء بہتر
(والدہ ماجدہ سید ابوالحسن ندویؒ)

بچیوں سے باتیں

بھائی بھاوج سے برتاؤ

بڑے بھائی کے ساتھ تہذیب کا برتاؤ رکھؤ اُن کی رائے سے کام کرؤ کبھی اپنی ایجاد سے رومال وغیرہ بنا کے دو، جب وہ گھر میں آئیں تو اُن کا کمرہ صاف کر کے فرش و بستر لگا دو۔ بھاوج سے وہ برتاؤ رکھو جو اپنی حقیقی بہن سے رکھتی ہؤ کوئی حرص نہ کرو، بات بات پر نہ بگڑؤ جو کام خوش مزاجی سے کرؤ ساتھ کھاؤ پیؤ اُن کی اپنی چیزوں کو نہ چھیڑو۔ بدگمانی کا موقع نہ آنے دو، خانہ داری کا انتظام مِل جُل کر کرو، مخالفت نہ رکھو، ایک جان ہو کے رہؤ اگر کوئی بات غلطی سے ہو جائے تو ماں باپ سے شکایت نہ کرؤ موقع پا کر دل صاف کر لو، ذرا ذرا سی بات کہنے کی عادت نہ ڈالو ورنہ سسرال میں گزر مشکل ہو جائے گی۔

بڑی بہن کا ادب

بڑی بہن کا ادب کرؤ ہر وقت ان کی تکلیف و آرام میں شریک رہؤ اُن کی ضرورت کو اپنی ضرورت سے زیادہ سمجھؤ ان کی خواہش کو نہ توڑؤ ان کا ساتھ دیتی رہؤ جس کام کو کہیں فوراً کر دو، جو وہ کریں اُس پر اعتراض نہ کرو، اُن سے اپنے کو بہتر نہ سمجھؤ اگر تمہارے خلاف بھی کریں تو تم اُس کا خیال نہ کرؤ اُن کو برابر پوچھتی رہؤ وہ کام جو نہیں کر سکتیں اور تمہیں آتا ہے' تو کر دؤ اگر وہ گھر کے کاموں میں مشغول رہیں تو تم اُن کے بچوں کی خبر لو۔ جو کام کریں تم انہیں حتی الامکان مدد دو، وقت سمجھ کے' موقع جان کے اُن کو اپنے کھانے میں شریک رکھو یا اُن کو بھیجتی رہؤ اُن کی ساس نندوں پر اپنی بہن کی طرف سے طعن و تشنیع نہ کرو کہ اس کا بدلہ وہ تمہاری بہن سے لیں' تم کہہ کر بیٹھ رہو گی' اُس بیچاری پر آفت آئے گی اور نہ اُن کو کوسو، کوسنے سے تمہاری ہی مٹی آگے چل کے خراب ہوگی۔ بجائے محبت کے عداوت نہ پیدا کرو کیونکہ جب تم بہن کی ساس نندوں کو بُرا کہو گی تو وہ تمہاری بہن پر زیادتی کریں گی تو گویا تم نے اپنی بہن کے ساتھ بُرائی کی۔ جو بات وہ خلاف بھی کریں تو چپکے سے سُن لو دخل نہ دو مگر ہاتھ بٹاتی رہؤ وہ پریشان نہ ہونے پائیں' یہی وقت تمہیں بھی پیش آنے والا ہے۔ ہر کام پر غور کرؤ اُن کی کوئی چیز اپنے کام میں نہ لاؤ' اپنی چیز اُن کے لئے وقف کر دو کہ کسی کو ناگوار نہ گزرے' چار کے سامنے اُن سے سرگوشی نہ کرو کہ بدگمانی ہؤ جو چیز اُن سے مستعار لو یا بطور قرض لو سب کی موجودگی میں لؤ اور سب کے سامنے دؤ مال کا معاملہ ہو تو اُسے بھی صاف رکھؤ عقل سے کام لو تا کہ شرمندہ نہ ہو۔

مولانا محمد مغیرہ

اُمتِ مسلمہ اور قادیانی گستاخیاں

جب نبوت و رسالت، اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر ختم ہے۔ تو قیامت کی صبح تک آپ کی امّت کے علاوہ کوئی امت بھی نہیں ہے۔ آپ کی امت کو خیر امۃ قرار دیا گیا۔ فضیلت کی انتہا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السّلام جیسے نبی و رسول نے اس امت میں داخل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اللہ کا اس امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اس امت کو اپنے آخری نبی ﷺ (جو تمام انبیاء کے سردار ہیں) عطاء فرمائے، جو امت پر اس قدر شفیق ہیں کہ قیامت کی صبح تک امت کی ہمہ قسم رہنمائی فرما گئے اور انسانی زندگی کے ہر مسئلہ کو انتہائی واضح فرما گئے۔ اعتقادات ہوں یا عبادات، معاملات ہوں یا انسانی زندگی میں پیش آنے والا کوئی مسئلہ، انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر مکمل طور پر رہنمائی فرما گئے۔ اگر کوئی اہم واقعہ قیامت سے پہلے رونما ہونے والا تھا خیر کا یا شر کا تو اس سے مکمل آگاہ فرما کر پوری پوری علامات بیان فرما گئے۔

جب قیامت کے دن تمام انسانیت بشمول حضرات انبیاء و رسل علیہم السّلام نفسا نفسی کے عالم میں ہونگے تو اس وقت بھی آپ ﷺ مقام محمود پر سجدہ ریز ہو کر، امت کی شفاعت فرمائیں گے جو کچھ آپ ﷺ نے امت کو تعلیم دی ہے اس پر ایمان لانے اور آپ کی اتباع ہی سے مسلمان کہلایا جا سکتا ہے۔ مگر مرزا کادیانی کی سنیے وہ اپنی فرماں برداری کو انسانیت پر لازم قرار دیتا ہے۔ اس کے خیال میں صرف حضور علیہ السّلام کی اطاعت سے نہ جنت مل سکتی ہے، اور نہ جہنم سے نجات۔ جو شخص مرزا قادیانی کو نہیں مانتا وہ مشرک، عیسائی، یہودی، ولد الحرام، خنزیر بلکہ کافر اور جہنمی ہے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

۱) ''میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے نفع اٹھاتا ہے مجھے قبول کرتا ہے اور میری تصدیق کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی وہ قبول نہیں کرتے۔''

(''خزائن''۔ جلد۵ ص ۵۴۷، ۵۴۸)

۲) ''ان الحداصارو خنازیر الفلا و نساء هم من دونهن الا کلب۔ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔'' (''خزائن''۔ جلد۱۴ ص ۵۳)

۳) ''اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔'' (''خزائن''۔ جلد ۱۸ ص ۳۸۲ حاشیہ)

۴)''اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں ہے۔''

(''خزائن'' جلد۹ص ۳۱)

۵)''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے مجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔''

(''تذکرہ'' طبع دوم ص ۱۶۸)

۶)''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔''

(''تذکرہ'' ص۶۰۰ طبع دوم)

۷)''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(''کلمۃ الفصل'' ص۱۱۰۔ از خلفیہ ثانی مرزا بشیر)

۸)''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(''آئینہ صداقت'' ص ۳۵۔ از خلیفہ ثانی مرزا بشیر)

مندرجہ بالا عبارات کو پڑھنے کے بعد کوئی ہے اتنا مردہ دل کہ کادیانیوں کے بارے نرم رویہ رکھے۔ اللہ کے آخری نبی تو فرمائیں کہ اگر موسیٰ علیہ السّلام بھی زندہ ہوتے تو میری ہی تابعداری کرنے کے علاوہ ان کو کوئی چارہ نہ ہوتا۔ مگر مرزا' حضور ﷺ کی نبوت کے ہوتے ہوئے انسانیت کا رشتہ حضور علیہ السّلام سے توڑنا چاہتا ہے۔

مسلمانو! خبردار رہو اللہ کے آخری نبی سے رشتہ مضبوط رکھو' ایسے دھوکہ بازوں سے ہوشیار رہو سچائی پر جمے رہو اور حضور علیہ السّلام کے امتی ہونے کو سعادت اور فخر سمجھو۔ یہی جنت کا راستہ ہے۔

☆......☆......☆

ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 25 دسمبر 2003ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم' مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

قاری عبدالوحید قاسمی

مسئلہ کشمیر اور قادیانی گروہ

(۱) اگست ۱۸۹۲ء میں راجہ اوسنگھ اور حکیم نورالدین قادیانی نے ایک سازش کے ذریعہ کشمیر پر قبضہ کرنے کی سازش کی تو جب اس کا علم ہوا تو مہاراجہ پرتاپ سنگھ نے حکیم نورالدین قادیانی کو کشمیر سے فارغ کر دیا' غلام احمد قادیانی نے ان کو تسلی دی کہ کوئی فکر نہ کریں' آرڈر واپس ہو جائیں گے تو ان کی پہلی سازش کشمیر میں ہی دفن ہو گئی۔

(۲) تقسیم ہند کے وقت حد بندی کمیشن کو ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو مرزا بشیرالدین کی طرف سے ایک نقشہ پیش کیا گیا کہ ہم بھارت کے ساتھ ہوں گے' پاکستان کے ساتھ نہیں' ہم مسلمانوں سے الگ ہیں۔ حد بندی کمیشن میں قادیانیوں کا گھناؤنا کردار ایک لمبی داستان ہے۔ مسلم لیگ کے موقف کا وکیل ظفراللہ خان تھا۔ گورداسپور کو قادیانی سازش کے تحت بھارت میں شامل کیا گیا اور صرف بھارت کے لیے زمینی راستہ صرف یہی تھا۔ اگر گورداسپور بھارت کے پاس نہ جاتا تو مہاراجہ کشمیر الحاق پاکستان پر مجبور ہو جاتا۔ پھر بھی اس کے بعد مرزا محمود احمد نے کہا کہ ہم اس تقسیم پر رضامند خوشی سے نہیں ہوئے بلکہ مجبوری سے ہوئے ہیں' مگر ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔ اکھنڈ بھارت کے منصوبہ کی طرف اشارہ کیا اور آج تک اس کی تکمیل کی طرف کوشاں ہیں۔

(۳) مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام دین کو گورنر کشمیر بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے باپ کو بطور مددگار کے روانہ کیا اور حکیم نورالدین کو مشیر سیاسی بنا کر روانہ کیا اور ان کی سازشیں بے نقاب ہونے پر کامیاب نہ ہو سکے۔

(۴) آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام ۱۹۳۱ء اور مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیرالدین اس کا صدر بنا اور سیکرٹری جنرل مبلغ قادیانی عبدالرحیم اور علامہ اقبالؒ اس کے رکن بنائے گئے۔ اس کمیٹی کے اعلان کے بعد کثیر تعداد میں قادیانی مبلغین پورے کشمیر میں پھیلا دیئے گئے اور ان کی امداد شیخ عبداللہ کے ہاتھوں سے ان کے ذریعہ سے استعمال کی جاتی تھی، قادیانیوں کے ہاتھوں استعمال ہونے کے بعد کئی بار اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے' آپ نے قادیانی ہونے کی تردید کرتے رہے کہ میرا قادیانیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (آتش چنار)

مگر قادیانیوں کی ان سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے کشمیر کا دورہ کیا اور اپنے خطیبانہ انداز میں قادیانیوں کا پوسٹ مارٹم کیا۔ مجلس احرار اسلام کی ان قربانیوں سے کشمیریوں کے ایمان بھی بچ گئے اور کشمیر بھی بچ گیا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ کشمیر کمیٹی کا جب دوسرا اجلاس لاہور میں ہوا تو قادیانی بھاگ گئے اور علامہ اقبالؒ صدر بنے۔ اس طرح ایک بار پھر وہ اپنی سازشوں سمیت ناکام ہوئے۔ مگر سازشیں پھر بھی جاری رہیں۔

(۵) اس کے بعد انہوں نے تحریک کشمیر کے نام سے سازش شروع کی' علامہ اقبالؒ کو صدارت کی پیش کش کی مگر

انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر کشمیر ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۳۷ء تک چلائی۔ مولانا سید حبیب شاہ، منشی محمد دین ،عبدالمجید سالک، مولانا غلام رسول، مرزا بشیر الدین محمود اس کے روح رواں تھے۔ ظہور احمد کے بیان کے مطابق جولائی ۱۹۳۲ء میں شیخ عبداللہ لاہور آئے اور مرزا بشیر الدین محمود سے مل کر منصوبہ بنایا کہ دو ماہ کے اندر اندر سری نگر میں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس منعقد ہوگی، جس میں ریاست کے تمام طبقے شامل ہوں گے۔ (بحوالہ کشمیری مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد ص:۱۹)

(۶) فرقان بٹالین ۱۹۴۸ء معراجکے سیالکوٹ میں مرزا بشیر الدین کے بیٹے مرزا ناصر اور مرزا مبارک کی سرکردگی میں بنائی گئی تھی اور جنرل گریسی سرپرستی کر رہے تھے۔ اس فورس اور بٹالین کے ذریعہ کشمیر پر قبضہ کرنے کا منصوبہ تھا اور انہوں نے اس وقت جو ظلم و ستم مسلمانوں پر کیا، اس کو مسلم کانفرنس کے رہنما اللہ رکھا ساغر اپنے بیانات میں اخبارات کے ذریعہ عوام کو بتاتے تھے اور آج مسلم کانفرنس اس کا دفاع کرتی ہے اور بعد میں مسلمانوں کے شدید مطالبے پر خان لیاقت علی خان نے اس فورس کو توڑ دیا مگر قادیانیوں نے ان کو ربوہ (حال چناب نگر) میں بلا کر تمغہ دفاع کشمیر سے نوازا اور ایک یادگار بھی بنائی۔

(۷) ایک قادیانی آزاد کشمیر کا خود ساختہ صدر بن گیا۔ ریاست جموں و کشمیر قادیانی جماعت کا صدر غلام نبی گلکار ۴؍اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ڈان ہوٹل راولپنڈی میں اپنی صدارت کا اعلان کرتا ہے اور آزاد کشمیر کو جمہوریہ کشمیر کا نام دیتا ہے اور اپنی کابینہ میں تمام قادیانیوں کا اعلان کرتا ہے اور بعض کے قادیانی ناموں کو بھی تبدیل کیا گیا۔ گورنر کشمیر قادیانی، ڈیفنس سیکرٹری قادیانی انسپکٹر جنرل پولیس، ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس، وزیر تعلیم، وزیر انصاف، وزیر صحت، ڈائریکٹر میڈیکل سروسز، چیف انجینئر اور دیگر اہم عہدے قادیانیوں کے سپرد کر دیئے گئے اور اس اعلان کے دو دن بعد ۶؍اکتوبر کو نام نہاد صدر کشمیر مظفر آباد جاتے ہیں اور وہاں سے وہ سری نگر جاتے ہیں، جہاں انہوں نے شیخ عبداللہ سے ملاقات کی۔ مگر مجاہدین کی قربانیاں اور مجلس احرار اسلام کی خدمات، جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، کشمیریوں کو مستقل عذاب سے بچا لیا اور قادیانی عزائم ایک دفعہ پھر کشمیر کی مٹی میں دفن ہوگئے اور ایسے بھی ان کے عزائم سازشیں منصوبے کشمیر میں دفن ہوتے گئے۔

(۸) ۱۹۶۵ء کی جنگ بھی قادیانی سازش کا حصہ تھی۔ اس وقت صدر ایوب خان کے اردگرد قادیانیوں کا گھیرا تھا، جس میں میجر جنرل اختر حسین اعوان، سیکرٹری خارجہ عزیز احمد، پلاننگ ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد (پوتا غلام احمد قادیانی) ان کے علاوہ کلیدی عہدوں پر فائز درجنوں قادیانیوں نے ایوب خان کے گرد گھیرا تنگ کر دیا تھا اور ایوب خان کو باور کرایا کہ یہ موقعہ ہے کہ ہم کشمیر پر چڑھائی کریں اور کشمیر حاصل کر لیں گے اور کہا کہ کشمیر پر حملہ سے پاک بھارت براہ راست جنگ نہ ہوگی۔ (''عجمی اسرائیل''، ص:۳۳، ۳۴، ۳۵۔ از شورش کاشمیریؒ)

اس کے ساتھ ساتھ پورے آزاد کشمیر میں یہ اشتہار بھی کثیر تعداد میں تقسیم کرائے گئے، جس میں لکھا ہوا تھا کہ ریاست جموں و کشمیر ان شاء اللہ آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت احمدیت کے ہاتھوں ہوگی۔ (پیش گوئی مصلح موعود)

ڈاکٹر جاوید نے ان دنوں ذکر کیا تھا کہ اس جولائی میں سر ظفر اللہ خان نے مجھے امریکہ میں کہا تھا کہ صدر ایوب کو

پیغام دو کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کے لیے موزوں ہے۔ پاکستانی فوج ضرور کامیاب ہوگی' میں نے جب ایوب خان کو کہا تو کہا کہ مجھ سے کہہ دیا ہے' کسی اور سے نہ کہنا۔ پھر وہ پیغام لے کر اختر حسین اعوان، میجر جنرل ایوب خان کے پاس گئے اور انہیں یقین دلایا۔ مگر ہوا اس کے برعکس' الٹا تو یہ بھی ایک سازش کے ذریعہ کارگل پر بھی قبضہ کرایا گیا تھا جس کا آج تک کتنا نقصان ہوا اور ہوتا رہے گا۔

یاد رکھیں کہ قادیانی جماعت ایسی خطرناک جماعت ہے جو ایک تیر سے کئی شکار کرنے کا فن جانتی ہے۔ نام نہاد لیڈروں کو قادیانی جال میں اتارنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے جو یہ کھیل کئی دفعہ کھیل چکے ہیں اور آج بھی کھیل رہے ہیں' جس میں کشمیر کے معروف لیڈران بھی پھنس گئے ہیں۔ اور یہ بھی وجہ ہے کہ کشمیری لیڈروں کے غیر ملکی دورے اور دعوتیں قادیانی اور یہودی کرتے ہیں اور اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لیے ان کو پابند کرتے ہیں۔ یہ بھی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی لیڈر کشمیری غیر ملکی دورہ کر کے واپس پاکستان و آزاد کشمیر آتا ہے تو ان کی فکر، سوچ تبدیل ہوتی ہے' جیسے سردار برادران کا آج کل اسرائیل تسلیم کرانے کی مہم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل سلیم دے اور قادیانیوں اور یہودیوں کی سازشوں سے بچائے۔

(۹) قادیانی مجاہدین کشمیر کو بھی ہم نوا بنانے کے لیے ہر دور میں سازش کرتے رہے ہیں۔ کشمیری لیڈروں کی طرح مجاہدین کو بھی خریدنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اس کی تازہ مثال ملاحظہ فرمائیں:

اگست ۲۰۰۰ء میں صدر کلنٹن کا خصوصی نمائندہ قادیانی منصور اعجاز' سید صلاح الدین حزب المجاہدین کے کمانڈر سے ملاقات کرتا ہے۔ C/9/3 اسلام آباد میں اور پاکستان کو مذاکرات سے باہر رکھنے کے لیے ۱۰۰ ملین ڈالر کی پیشکش کرتا ہے۔ بڑی گھناؤنی سازش تھی' تقریباً چھ گھنٹے ملاقات رہی اور طرح طرح کی پیشکش ہوتی رہی' صلاح الدین کو کشمیر کا یاسر عرفات بنانے کی بھی پیشکش کی گئی' مگر مجاہدین پہلے کی طرح ان کے دام میں نہیں آئے اور آئندہ بھی قادیانی دام میں نہیں آئے ہیں۔

(ہفت روزہ ''غازی'' ۔۳ ستمبر ۲۰۰۰ء)

(۱۰) قادیانی اور اسرائیلی کمانڈوز ارض کشمیر میں ڈل جھیل پر ایک سو سے زیادہ قادیانی اسرائیلی کمانڈوز موجود تھے جو کہوٹہ پلانٹ سے صرف ۵۵ میل ہے مگر مجاہدین نے حملہ کر کے بعض کو ماردیا اور بعض کو گرفتار کیا اور پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی اس سازش کو بھی ناکام کیا۔ قادیانی، اسرائیلی، بھارتی یہ تینوں پاکستان، اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں۔ اسرائیل نے ہر موقع پر بھارت کا ساتھ دیا۔ دفاعی معاہدے کئے۔ اسرائیل عظیم تر اسرائیل کے لیے اور بھارت وسیع ہندوستان کے لیے کوشاں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بابری مسجد کی شہادت پر اسرائیلی حکومت نے مندر کی تعمیر کے لیے ایک سونے کی اینٹ بھارت روانہ کی تھی۔ اس گہری دوستی کے محرکات کیا ہیں؟ اس کا صرف ایک ہی سبب ہے کہ بھارت پاکستان وسط ایشیاء تک کا علاقہ ملا کر اکھنڈ بھارت بنانے کا منصوبہ رکھتا ہے اور اسرائیل پورے عرب کو یہودیوں کی میراث سمجھ کر ہڑپ کرنا چاہتا ہے تاکہ اکھنڈ بھارت اور گریٹر اسرائیل دنیا کے نقشے میں آئے اور اس میں ایک ریاست قادیانی ہو۔

قادیانی مشن اور مرکز آج بھی اسرائیل میں قائم ہیں اور وہاں کی حکومت کی سرپرستی میں کام کرتے ہیں اور پاکستانی اور کشمیری قادیانیوں کو وہاں خصوصی تربیت دی جاتی ہے ۔سازشوں کے لیے ۔مشرقی پاکستان کی علیحدگی قادیانی سازش تھی ۔(راؤ فرمان علی)

(۱۱) ایسے حالات کو دیکھ کر اور قادیانیوں کی سازشوں کو مدنظر رکھ کر حکومت آزاد کشمیر نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے ۲۹/اپریل ۱۹۷۳ء کو کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر آزاد کشمیر کی حدود میں ان کی تبلیغ اور تشہیر پر پابندی لگادی ۔مگر تا حال اس پر عمل نہیں ہوا۔۴/مئی ۱۹۷۳ء کو جماعت احمدیہ کے خلیفہ نے ربوہ میں جمعہ کے خطبہ میں اس کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے آزاد کشمیر کے ذمہ داروں کو ربوہ طلب کیا ہے۔صرف ۹ یا ۱۲' افراد تھے اور باقی کوئی ممبر نہیں تھا اور ہمیں یقین دلا دیا گیا کہ اس پر عمل نہیں ہوگا۔اور آج تک ان کی سرگرمیاں پہلے سے تیز ہوگئی ہیں۔

۳/مئی ۱۹۸۴ء کو جنرل عبدالرحمٰن صدر آزاد کشمیر نے صدارتی آرڈی نینس جاری کیا۔اس کی تین شقیں تھیں۔

(۱) قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے ،اپنی تبلیغ کسی صورت نہیں کر سکتے ۔(۲) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو اختیار دے دیا گیا کہ ان کی تبلیغ وتشہیر پر ان کو سزا دیں ، کتب ضبط کریں (۳) ضوابط فوجداری کے تحت قابل دست اندازی پولیس نا قابل ضمانت نا قابل راضی نامہ قرار دیا۔کلمہ، اذان، مسجد، قرآنی آیات اور دوسرے مسلمانی شعار استعمال نہیں کر سکتے ۔کشمیر کے متعلق قادیانی مذہبی عقائد ملاحظہ فرمائیں:

۱۹۶۶ء میں قادیانیوں کا تین روزہ جلسہ سیرت بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ کوٹلی میں منعقد ہوا۔اس میں بعض سوالات کئے گئے اور ان کے مربی سلسلہ احمدیہ آزاد کشمیر محمد اسد اللہ قریشی نے ان سوالوں کے جوابات کتابی شکل میں دیئے ۔

(۱) آیا عیسیٰؑ مخفی طور پر کشمیر آئے تھے' قرآن میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

جواب: قرآن کی سورۃ مومنون کی اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔

(۲) کشمیر میں ۸۰ ہزار احمدی ہیں

(۳) وہاں مسیح اوّل دفن ہیں اور مسیح ثانی غلام احمد کے پیروکاروں کی اکثریت ہے اور کہا کہ جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہو اس ملک کی فرمانروائی کا حق صرف اور صرف احمدیوں کو پہنچتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ خان حمید صدر آزاد کشمیر کے دور میں سر ظفر اللہ خان مظفر آباد اپنے دفتر کا افتتاح یا بنیاد رکھنے کے لیے کسی کے گھر گیا تو وہاں کے علماء کرام اور مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا اور ہوٹل ہی سے واپس آ گیا' اس طرح وہ اپنے منصوبے میں ناکام رہا۔

(مطبوعہ: ''تکبیر''۔کراچی ۳۰/اکتوبر ۵/نومبر ۲۰۰۳ء)

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆زکوٰۃ کی منصفانہ تقسیم کی جائے۔(ممبران سٹی اسمبلی)

''چیئرمینوں کے حصّے میں ممبران سٹی اسمبلی کو بھی شامل کیا جائے''۔

☆بُش بلیئر ''ابوجہل'' ہیں۔(قاضی حسین احمد)

ملا عمر اور اسامہؒ معوّذ اور معاذ ہیں۔

☆آئین پر چلنے کا مشورہ دینے والے خود کیا ہیں؟(چودھری نثار)

کچھ ایرے ہیں کچھ غیرے ہیں
کچھ نتھّو ہیں کچھ خیرے ہیں

☆ہمیں روشن خیالی ثابت کرنا ہوگی۔(پرویز مشرف)

''ڈاڑھی پر پابندی تو نہیں لگائی جارہی''

☆وزیر مملکت رئیس منیر کے بیٹے کو سزا دینے والا استاد ریمانڈ پر جیل بھجوا دیا گیا۔وزیر نے استاد کو معاف کر دیا۔(ایک خبر)

بڑی بات ہے!وگرنہ ڈوگر سپاہی کو تو شاید ابھی تک معافی نہیں ملی۔

☆عقیدے کی آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے۔(بُش)

تو پھر کیا افغانستان اور عراق کے عوام انسان نہیں تھے؟

☆طاقتور ہیں مگر مہاتیر محمد کی طرح بیان نہیں دے سکتے۔(شیخ رشید)

بزدلی اور کسے کہتے ہیں؟

☆پولیس کی زیادتی کے خلاف ایکشن ہوگا۔(پرویز الٰہی)

پولیس نے ٹرک ڈرائیور کی بیوی اٹھالی۔گرفتاری وزیر اعلیٰ اور منشا گروپ آف انڈسٹریز کے مالک کے حکم پر کی۔

(انسپکٹر تھانہ صدر چنیوٹ)

☆عام آدمی کو اُس کی دہلیز پر انصاف دیں گے۔(جمالی)

''مظلوم کی لاش اُس کی دہلیز پر پہنچائی جائے گی''۔

☆افغانستان ہمارے ہاتھ سے نکل رہا ہے۔(امریکی سنیٹرز)

آپ کو اب پتہ چلا ہے !
طالب پہلے بھی مسکراتے تھے

☆امریکہ، برطانیہ' پاکستان کو اپنا دوست نہیں سمجھتا۔(جنرل (ر) حمید گل)

پاکستان' دونوں کے آگے بچھتا چلا جا رہا ہے۔

☆نائٹ کلبوں کے خلاف ہوں۔اسلام اِس کی اجازت نہیں دیتا۔(اداکارہ' میرا)

گُڑ کھانا۔گلگلوں سے پرہیز!

☆''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ علامہ اقبالؒ کی تعلیمات کے منافی ہے۔(یوم اقبال کی تقریب سے مقررین کا خطاب)

مولانا حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ پر کیچڑ اُچھالنے والے کیوں چپ ہیں؟

☆ہم تو روزانہ اسمبلی چلا رہے ہیں۔(جمالی)

اور اپوزیشن والے بغیر ٹکٹ سفر کرتے آ رہے ہیں۔

☆اپوزیشن' ہاؤس بزنس میں حصہ لیتا تو جاوید ہاشمی کو لانے کے آرڈر ضرور دیتا۔(سپیکر چودھری امیر حسین)

یعنی قانون مانع نہیں تھا' ضد میں ایسا کیا گیا۔

☆موجودہ فلمیں دیکھ کر سر شرم سے جھک جاتا ہے۔(اداکار محمد علی)

اور زیبا سجدے میں گر جاتی ہیں۔

☆''غریب'' آدمی کے لیے بہت کام کیا گیا ہے۔(گورنر خالد مقبول)

''ارکانِ اسمبلی'' کی تنخواہ سترہ ہزار سے بڑھا کر اڑتیس ہزار کر دی گئی ہے۔

☆عراق سے جلد از جلد نکلنا چاہتے ہیں۔(بش کا اضطراب)

''ہور چُو پو گئے!''

☆میں نے پاکستان میں بیٹھ کر ڈیل کی۔(غلام مصطفیٰ کھر)

پھر لندن بھاگ جانے والا کوئی ہمزاد ہوگا!

☆جہادی تنظیمیں' امریکہ نے خود پیدا کیں۔(اسلم بیگ)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

جرحِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

ششماہی ’’السیر ۃ‘‘ عالمی   مدیر: سید فضل الرحمٰن   نائب مدیر: سید عزیز الرحمٰن

ضخامت: ۴۰۰صفحات   قیمت: ۱۵۰ روپے   تبصرہ: دیدہ ور

ناشر: زوّار اکیڈمی پبلی کیشنز: اے۔۴/۱۷ ناظم آباد نمبر ۴۔ کراچی ۱۸

کراچی سے شائع ہونے والے ششماہی ’’السیر ۃ‘‘ عالمی کا دسواں شمارہ اپنی تمام تر صوری و معنوی خوبیوں کے ساتھ منصۂ شہود پر ہے۔ چار رنگے سرورق پر مسجد نبوی اور اس کے مینار پستیوں میں بلندی درجات کی نشاندہی کر رہے ہیں اور تاریکیوں میں ہدایت کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ محترم سید فضل الرحمٰن صاحب اور جناب سید عزیز الرحمٰن صاحب نے بڑی محنت، خلوص، للّٰہیت اور جذبہ حُبِ رسول ﷺ سے سرشار ہو کر ’’السیر ۃ‘‘ کا اجراء کیا تھا۔ حدیث پاک ’’اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ‘‘ کے مصداق اُن کے کام سے اُن کی نیت ظاہر ہو رہی ہے۔ پانچ برسوں میں ’’السیر ۃ‘‘ نے ثابت کیا ہے کہ وہ واقعی ’’سیرت طیبہ اور تعلیمات نبوی ﷺ کا نقیب ہے‘‘

اس شمارے میں شامل علمی و تحقیقی مضامین کی ایک اجمالی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔ حجاب اور تعلیماتِ نبوی، (پیغام سیرت‘ اداریہ) صبح سعادت، پروفیسر علی محسن صدیقی، خطبہ حجۃ الوداع‘ ڈاکٹر نثار احمد، السیر ۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (توضیحی مطالعہ) پروفیسر ظفر احمد، نبی اکرم ﷺ کا انصارِ مدینہ سے خطاب‘ ڈاکٹر محمود الحسن عارف، کلام نبوی ﷺ کی تاثیر‘ سید عزیز الرحمٰن، معاہدۂ حلف الفضول‘ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، مقالاتِ سیرت‘ ایک تعارفی جائزہ‘ پروفیسر اقبال جاوید، کتابیاتِ صلوٰۃ و سلام ‘شبیر احمد خان میواتی۔

’’السیر ۃ‘‘ کا ہر شمارہ ایک مکمل کتاب ہے۔ سیرت طیبہ پر علمی و تحقیقی مواد کو اس اہتمام اور باقاعدگی سے شائع کرنا بڑی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے۔ (آمین)

نام کتاب: معجزات سرورِ عالم ﷺ   مؤلف: میجر فتح محمد   تبصرہ: ابوالادیب

ضخامت: ۸۰صفحات   قیمت: ۳۰ روپے

ناشر: القاسم اکیڈمی‘ جامعہ ابوہریرہ۔ برانچ پوسٹ آفس‘ خالق آباد‘ نوشہرہ

زیر نظر کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن سے بے شمار انسانوں کو ہدایت ملی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے یقیناً ایمان کو جلا اور قلب کو حرارت ملتی ہے۔ گو زبان ایک عام آدمی کی ہے مگر ذکر اس عظیم ہستی کا ہے۔ جس کے لیے یہ کائنات سجائی گئی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ محمد اقبالؒ

ہلالِ عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے!

یہ شالامار میں اِک برگِ زرد کہتا تھا
گیا وہ موسمِ گُل جس کا رازدار ہوں میں

نہ پائمال کریں مجھ کو زائرانِ چمن
انہیں کی شاخِ نشیمن کی یادگار ہوں میں

ذرا سے پتّے نے بیتاب کر دیا دل کو
چمن میں آکے سراپا غمِ بہار ہوں میں

خزاں میں مجھ کو رُلاتی ہے یادِ فصلِ بہار
خوشی ہو عید کی کیونکر کہ سوگوار ہوں میں !

اُجاڑ ہو گئے عہدِ کہن کے مے خانے

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

عمارتی وصنعتی سامان، ہارڈ ویئر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل
گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون:0641-462483

گذشتہ بادہ پرستوں کی یادگاروں میں

پیام عیش و مسرّت ہمیں سناتا ہے !

ہلالِ عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے !

شورش کاشمیری

عیدی

میں اپنے دوستوں کو عید پر بھیجوں تو کیا بھیجوں
خدا توفیق دے تو ہدیۂ مہر و وفا بھیجوں

لڑکپن کی رسیلی داستانوں کے لبادے میں
حدیثِ شوق، نقدِ آرزو، آہِ رسا بھیجوں

جوانی کے شگفتہ ولولوں کا تذکرہ لکھ کر
طبیعت کا تقاضا ہے دلِ درد آشنا بھیجوں

وہ راضی ہو تو اپنی عمر کے اس دورِ آخر میں
بیانِ شوق لکھوں داستانِ ابتلا بھیجوں

''قلم قتلے'' ادیبِ شہر ہونے کی رعایت سے
غزل کے ریشمیں لہجہ میں نظمِ دل کشا بھیجوں

کوئی نظمِ شگفتہ حضرتِ احسان دانش کی
رشید احمد☆ کے اسلوب دل آرا کی ادا بھیجوں

خیال آتا ہے ''اس بازار'' کی نیلام گاہوں میں
کسی طوفان کے انداز میں قہرِ خدا بھیجوں

برہنہ کسبیوں کو عید کے ہنگامِ عشرت میں
فقیہوں کی قبائیں پھاڑ کر بندِ قبا بھیجوں

تماشا ہائے عصمت اور عالمگیر کی مسجد
خدا کے نام بھی ایک محضرِ آہ و بکا بھیجوں

مری عیدی مذاقِ عام سے ہو مختلف شورش
رفیقانِ قلم کو ڈٹ کے لڑنے کی دعا بھیجوں

☆رشید احمد صدیقی

وقار انبالوی

دُنیا

جو کچھ بھی کہے حاکم ، محکوم بجا جانے
دنیا یہی دنیا ہے اے شیخ تو کیا جانے

انساں کی خدائی ہے اب ذکرِ خدا کیسا ؟
چاندی ہے اُسی کی جو سونے کو خدا جانے

قانون کے پردے میں، پوجا ہے جرائم کی
انصاف کی محفل اب کب ہوگی بپا جانے

آئین کی چُھریوں کو پھر سان پہ رکھا ہے
کٹنا ہے ابھی باقی کس کس کا گلا جانے

پہرہ ہے مسلماں کا اب حفظِ امارت پر
غربت کے مسائل کو، مسلم کی بلا جانے

اپنوں پہ یہ قدغن ہے آئے نہ فغاں لب تک
اغیار کی حاجت کب ہوجائے روا جانے

صدقات و زکوٰۃ آئے تجدید کے چکر میں
لگ جائے کسی حیلے کب ٹیکس نیا جانے

عیدوں کی نمازیں تو پڑھ لیتے ہیں حاکم بھی
جو برسرِ مسند ہو، مسجد کو وہ کیا جانے

بازار میں پینے پر پولیس پکڑ لے گی
گھر میں جو پیو اپنے، تم جانو خدا جانے

ہر عیب ادا ٹھہرا اب آرٹ کے پردے میں
کیا شیخ پہ گزرے گی رندوں کی بلا جانے

مفتی و فتاویٰ بھی، اب مائل دنیا ہیں
عقبیٰ کا تصوّر کیوں دھندلا گیا کیا جانے

سچ کہہ تو دیا میں نے اس جھوٹ کی دنیا میں
سچ کہنے کی ملتی ہے کیا مجھ کو سزا جانے

سید کاشف گیلانی

شورش کاشمیریؒ

(جناب شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کی کتاب ’’خطباتِ شورش‘‘
کے مطالعہ کے بعد)

تپشِ زیست میں بادِ سحری تھا شورش
دامنِ فقر میں ہیرے کی کنی تھا شورش
اُس کے اسلوب سے کھلتے تھے فقیہانہ رموز
جگرِ کفر میں نیزے کی اَنی تھا شورش
جس طرح چاہو اُسے یاد کرو حق ہے تمھیں
میرے نزدیک مگر ایک ولی تھا شورش
اُس نے تاریخ میں خود اپنا بنایا تھا مقام
بابِ اسلام کا عنوانِ جلی تھا شورش
اہلِ حق اُس کی محبت کے سدا قائل تھے
اہلِ وطن کے لیے تیغِ علیؓ تھا شورش
اور میں اس کے لیے اس کے سوا کیا لکھوں
میرے اللہ تری جلوہ گری تھا شورش
اُس کے جانے کا یقیں دل کو نہیں آیا ہے
ایسا لگتا ہے کہ محفل میں ابھی تھا شورش
جانے گم ہوگیا ہے بے سمت فضاؤں میں کہاں
جیسے اک نالۂ تاریک شبی تھا شورش
میں نے کاشفؔ کوئی اُس جیسا نہ دیکھا نہ سُنا
اک مقرر تھا قلم کا بھی دھنی تھا شورش

پروفیسر خالد شبیر احمد

ہنرور، نظر فریب

گلیاں ، بازار و شہر ہیں ، نگر نگر فریب
لگتا ہے اب تو مجھ کو میرا گھر ، نظر فریب
ہر شے نظر کا دھوکہ ہے ، فضائیں فریب ہیں
صحنِ چمن فریب ، گلِ تر ، نظر فریب
اس آسمانِ شوق کا سب کچھ فریب ہے
شمس و قمر فریب ہیں ، اختر ، نظر فریب
اہلِ ہنر کا راج ہے ، اوجِ کمال پر
خود ہے ہنر فریب ، ہنرور ، نظر فریب
بے سمت سب مسافتیں منزل ملے تو کیوں؟
راہ رو نظر فریب تو رہبر ، نظر فریب
نظروں کا سارا دھوکا ہے یہ شہرِ بے ثبات
انساں یہاں فریب ، بشر ہر ، نظر فریب
یہ شہر شب گزیدہ ہے ، یہ شہرِ بے مراد
دیوار ، صحن و بام اس کے ، در نظر فریب
دیکھے تھے خالدؔ! ہم نے بھی کیا کیا حسین خواب
تعبیر جن کی دھوکا ہے یکسر ، نظر فریب

☆......☆......☆

ابوسفیان تائبؔ

''مدرسہ معمورہ'' دینِ نبی ﷺ کا گلشن

اسلام کے قلعے ہیں یہ دین کے ادارے
دنیا کی ظلمتوں میں روشن ہیں یہ ستارے
العلم نور ربی اسلاف نے بتایا
خالق نے سب سے پہلے لوح و قلم بنایا
اس ربِّ دو جہاں نے اپنی مشیّتوں سے
لکھے ہوئے ہیں سب کی تقدیر کے ستارے
اسلام کے قلعے ہیں یہ دین کے ادارے

اقرأ کی جو صدائیں جبریل نے لگائیں
پیارے نبی کا صدقہ صفّہ تلک وہ آئیں
صفّہ پہ جو بھی آئے اصحاب مصطفیٰ کے
روشن ضمیر ہیں وہ سب رہنما ہمارے
اسلام کے قلعے ہیں یہ دین کے ادارے

ہے علم کی بدولت پہچانِ حق و باطل
بے علم کو کہیں بھی ملتی نہیں ہے منزل
''مدرسہ معمورہ'' دینِ نبی کا گلشن
یہ علم کا سمندر جس کے نہیں کنارے
اسلام کے قلعے ہیں یہ دین کے ادارے

نورِ خدا ہے قرآں ، نورِ نبی ہے سنت
دونوں کو جس نے تھاما وہ پا گیا ہے جنت
دنیا میں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے دولت
تائب کو مل گئے ہیں دونوں کے سہارے
اسلام کے قلعے ہیں یہ دین کے ادارے

(ادارہ)

اخبارالاحرار

مجلس احرارِ اسلام کی تنظیمی سرگرمیاں

اوکاڑہ (۱۰رنومبر) مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے کارکنوں کا اجلاس شیخ نسیم الصباح (صدر احرار اوکاڑہ) کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں رکن قومی اسمبلی مولانا محمد اعظم طارق کو دہشت گردی کا نشانہ بنا کر قتل کرنے کی شدید مذمت کی گئی۔ ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مولانا محمد اعظم طارق شہید کے قاتلوں کو فوری گرفتار کر کے عوام کے سامنے بے نقاب کیا جائے اور قانون کے مطابق عبرتناک سزا دی جائے۔ اجلاس میں شیخ مظہر سعید (جنرل سیکرٹری مجلس احرار اوکاڑہ) کے علاوہ دیگر کارکنوں نے بھی شرکت کی۔

☆☆☆

رحیم یار خان (۱۰رنومبر) مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کے رہنماؤں حافظ محمد اشرف، مرزا عبدالقیوم، صوفی محمد اسحٰق، مولانا فقیر اللہ رحمانی، مولوی بلال احمد اور حافظ عبدالرحیم نیاز نے اپنے مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ مولانا اعظم طارق اور ان کے ساتھیوں کے قاتلوں کو جلد گرفتار کرے۔ احرار کارکنوں کے ایک تعزیتی اجلاس میں مولانا محمد اعظم طارق شہید کو اُن کی دینی خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ مولانا محمد اعظم طارق کا قتل، دہشت گردی کے خاتمے کا دعویٰ کرنے والی حکومت کے منہ پر طمانچہ ہے۔ حکومت امن و امان کے قیام اور ملک کے شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ حکمران اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے مستعفی ہو جائیں۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس، تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

☆☆☆

گوجرانوالہ (۱۲رنومبر) مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے صدر قاری محمد اکرام نے احرار کارکنوں کے ایک اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔انہوں نے کہا کہ قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔ قیام پاکستان سے لے کر آج تک قادیانی وطن کی جڑیں کھوکھلی کررہے ہیں۔حکومت قادیانیوں پر اعتماد نہ کرے اور کلیدی عہدوں سے انہیں فوراً برطرف کرے۔اجلاس میں مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے دیگر رہنماؤں مہر محمد انور، خالد لطیف، صادق شاہد، قاری محمد اسماعیل، محمد عمر سلیم اور حافظ محمود الرشید نے بھی شرکت کی۔

جھنگ (۱۸رنومبر) مجلس احرار اسلام جھنگ کے کارکنوں کا ایک اجلاس مولانا عبدالغفار احرار کی صدارت میں مدرسہ فاروقِ اعظم چاہ کا لیمال موضع اصحابہ میں منعقد ہوا۔اجلاس میں مولانا محمد اعظم طارق کے قتل پر انتہائی غم کا اظہار کیا گیا۔مولانا اعظم طارق شہید کی دینی، قومی اور سیاسی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔حکومت سے مولانا شہید کے قاتلوں کی گرفتاری اور عبرتناک سزا کا مطالبہ کیا گیا۔احرار کارکنوں نے جھنگ میں تنظیمی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے مولانا عبدالغفار کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی۔ یہ کمیٹی رکنیت سازی مہم کی نگرانی کرے گی۔اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ تین چار ماہ میں رکنیت سازی مکمل کی جائے گی اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو احرار میں شمولیت کی دعوت دی جائے گی۔ آئندہ ماہانہ اور ہنگامی اجلاس مولانا عبدالغفار کی رہائش گاہ (جھنگ شہر) میں منعقد ہوں گے۔اجلاس میں حافظ محمد اصغر عثمانی، ماسٹر عبدالمعبود، چودھری محمد اسلم، حافظ محمد اعجاز، چودھری عبدالحمید، ڈاکٹر محمد ارشد، چودھری محمد اکبر اور حافظ ممتاز احمد نے شرکت کی۔

☆......☆......☆

ملتان (۱۸رنومبر) مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر صوفی نذیر احمد، سیکرٹری جنرل شیخ بشیر احمد اور ناظم نشر و اشاعت شیخ حسین اختر لدھیانوی نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ اگر امریکہ اپنی بقا چاہتا ہے تو افغانستان اور عراق سے اپنی فوجیں فوری واپس بلائے اور وہاں کے شہریوں پر جاری ظلم وستم اور دہشت گردی فوراً بند کی جائے۔انہوں نے مزید کہا کہ قبائلی علاقوں میں حکومت کی جاری کارروائیوں سے وہاں کے عوام میں حکومت کے خلاف اشتعال روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔جس کے انتہائی خطرناک نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔امریکہ کے ایماء پر کیا گیا یہ آپریشن فوراً بند کیا جائے۔احرار رہنماؤں نے کہا کہ دینی قوتوں کے خلاف موجودہ اٹھایا گیا اقدام ملک میں سیکولرازم کی راہ ہموار کرنے کے مترادف ہے۔

مرتب: الیاس میراں پوری

اشاریہ ''نقیب ختم نبوت''

(سال 2003ء)

دل کی بات (اداریہ)

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ نمبر
''حمیّت نام تھا جس کا......!''	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	2
عراق پر ممکنہ امریکی حملہ، دینی مدارس آرڈیننس (ادارتی شذرات)			
امریکی جارحیت اور عالم اسلام	//	فروری	3
مہاتیر محمد کی صدائے حق	//	مارچ	3
عراق میں خونیں کھیل	//	اپریل	2
جنرل پرویز مشرف اور ''غیر مہذب پارلیمنٹ''	//	مئی	3
چناب نگر میں پچیسویں سالانہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' (ادارتی شذرہ)			
آج وہ، کل ہماری باری ہے!	//	جون	2
''دستِ قاتل میں ہے تلوار، خدا خیر کرے''	//	جولائی	3
''جو ہو سکے تو یہ ارضِ وطن بچا لیجیے!''	//	اگست	2
افغانستان میں اسیر پاکستانیوں کی رہائی، ایک اہم مسئلہ	//	ستمبر	2
جنرل پرویز کا جنرل اسمبلی سے خطاب	//	اکتوبر	2
احرار کا قافلۂ ختم نبوت، محاسبۂ قادیانیت اور آپ کا تعاون	//	نومبر	2
نواب زادہ نصر اللہ خان مرحوم (ادارتی شذرہ)			
مولانا اعظم طارق کی شہادت اور دینی جماعتوں کے خلاف حالیہ اقدامات	//	دسمبر	2

دین ودانش

فوج کے نام' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام	حافظ محمد الیاس	جنوری	21
دنیا کی بے ثباتی	مولانا مشتاق احمد	//	28
ذکر......اطمینانِ قلب	عبدالرحمٰن جامی نقشبندی	جنوری	31
حج کے احکام ومسائل	مولانا عبدالمجید	فروری	19
امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورینؓ	عبدالرحمٰن جامی نقشبندی	//	26
نئے اسلامی سال کا پیغام......امتِ مسلمہ کے نام	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مارچ	5
سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما	//	//	11
امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	مولانا محمد مغیرہ	//	14
آزادیٔ نسواں کا فریب	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	اپریل	4
اسلام میں شہادت کا تسلسل	سید عزیز الرحمٰن	//	6
ولادتِ نبوی ﷺ	مولانا عبدالحق چوہانؒ	مئی	5
محمد (ﷺ) ہیں متاعِ عالم ایجاد سے پیارے	بیان: سید عطاء المہیمن بخاری	جون	4
صدائے جرس	شاہ بلیغ الدین	//	6
کیا ہم مسلمان ہیں؟	شمس نوید عثمانی	//	7
کتابِ زندگی	قاسم محی الدین ہنگیال	//	9
حضور اکرم ﷺ	شاہ بلیغ الدین	جولائی	7
ایمان کی تکمیل	بیان: سید عطاء المہیمن بخاری	//	14
آیئے! اللہ کی طرف لوٹ چلیں	ایم حمید اللہ جمیل	//	17
اصلی گھر......!	ادیب الرحمٰن	//	19
تین محبوب چیزیں	محمد عمر فاروق	//	20
جنت کے خریدار	شمس نوید عثمانی	//	22
تکمیل حفظ قرآن	بیان: سید عطاء المہیمن بخاری	اگست	6
اکرام مہمان	حافظ محمد اکمل	//	8
انسان بے بس اور اللہ بے نیاز!	ایم حمید اللہ جمیل	//	10
فرمان رسول ﷺ	ادارہ	ستمبر	6
تصوف کیا ہے؟	سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	7
جنت کا راستہ	بیان: سید عطاء المہیمن بخاری	ستمبر	8

فرشتے نے کہا	شاہ بلیغ الدین	//	10
آواز، جو ہر وقت پوری دنیا میں گونجتی رہتی ہے	ادارہ	//	12
مسنون دعاؤں کی برکات	عبدالرحمٰن جامی نقشبندی	//	13
قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں	ایم حمید اللہ جمیل	//	15
اچھی تجارت	بیان: سید عطاء المہیمن بخاری	اکتوبر	6
لفظ ''معاویہ'' کی تحقیق	محمد عمر فاروق	//	8
آخرت کا غم کھانے والا	شمس نوید عثمانی	//	9
ماہ مبارک کو مکدّر نہ کیجیے!	مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ	نومبر	6
رمضان المبارک......سال کا دل	شاہ بلیغ الدین	//	9
نبی پاک ﷺ نے فرمایا	ادارہ	دسمبر	4
شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن......!	سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	5
یومِ عید	شاہ بلیغ الدین	//	8

افکار

امریکہ یورپ کشمکش	سید یونس الحسنی	جنوری	4
مسلماں کو مسلماں کر دیا، طوفانِ مغرب نے	مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی	//	8
اُسامہ کی تلاش	محمد احمد حافظ	//	13
امریکی پالیسیاں اور عالمی سلامتی	سید یونس الحسنی	فروری	5
چلو چلو امریکہ سے چلو!	محمد احمد حافظ	//	9
نشانیاں	اختر تزئین	//	12
اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں	سید یونس الحسنی	مارچ	18
گوانتانا موبے کے اسیرو......عید پھر گزر گئی ہے	محمد عمر فاروق	//	20
یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا؟	//	//	22
قادیانی یا مسلمان؟ طارق عزیز خود وضاحت کریں!	مولانا زاہد الراشدی	اپریل	14
زلزلہ زدگان......فوری توجہ کی ضرورت	//	//	17
اے عبدِ کلام، تیرا ایسا کلام!	سید یونس الحسنی	//	21
یہ ہے امریکہ!	عرفان صدیقی	اپریل	24
کربلائے نو	ابو صالح ہاشمی	//	27
اردشیر کاؤس جی کی کج روی	محمد عمر فاروق	//	30

یہ جہاد کون کرے گا؟	خالد ہمایوں	؍؍	33
انساں پہ حکمراں ہیں ہلاکو کے جانشیں	الیاس میراں پوری	؍؍	36
انسانیتِ عظمیٰ	مولانا ابوالکلام آزادؒ	مئی	8
امریکہ کی ریموٹ کنٹرول غلامی کا شکنجہ	مولانا زاہد الراشدی	؍؍	12
فرات ودجلہ لہولہو ہیں	سید یونس الحسنی	؍؍	15
دل افسردہ کی صد پارہ قاشیں	مولانا مجاہد الحسینی	؍؍	18
غلطی کا خمیازہ	محمد عمر فاروق	؍؍	20
میں برطانوی ہونے پر شرمندہ ہوں	جمائما خان	؍؍	23
برقِ تثلیث کا توحید کے سر پر گرنا	الیاس میراں پوری	؍؍	25
سامان سو برس کا ہے، پل کی خبر نہیں	ایم حمید اللہ جمیل	؍؍	28
آنکھ والو! عبرت حاصل کرو	سید عطاء المحسن بخاریؒ	جون	10
آیئے! معجزے کا انتظار کریں	جاوید چودھری	؍؍	12
تیر نیم کش	اطہر ہاشمی	؍؍	14
اسلام...... ہمارے دیس میں	سید عطاء المحسن بخاریؒ	جولائی	23
جدید اسلام یا اسلام کا استہزاء	سید یونس الحسنی	؍؍	25
خبر لیجئے، دہن بگڑا	پروفیسر خالد شبیر احمد	؍؍	28
کیمپ ڈیوڈ کے سائے	جنرل (ر) حمید گل	؍؍	32
آپ کونسا اسلام لانا چاہتے ہیں؟	محمد سہیل رحمان	؍؍	34
تقسیم کشمیر اور تشکیل ''مرزائیل'' کی سازش	سید یونس الحسنی	؍؍	36
جشن آزادی......!	سید عطاء المحسن بخاریؒ	اگست	13
کوے کی چونچ میں انار کلی	سید یونس الحسنی	؍؍	15
فلسطینی وزیر اعظم اور بہائی فرقہ	مولانا زاہد الراشدی	اگست	18
دینی مدارس...... تحفظ وارتقاء کی چند تجاویز	مولانا اشہد رفیق ندوی	؍؍	21
پاک فوج امریکی ڈھال کیوں؟	جنرل (ر) حمید گل	؍؍	27
بے بنیاد پرستی	اطہر ہاشمی	؍؍	31
''کوئی صورت نظر نہیں آتی''	پروفیسر خالد شبیر احمد	؍؍	34
مذہبی انتہا پسندی اور جنرل مشرف	عبدالرشید ارشد	؍؍	38
بنگلہ دیش اور اسرائیل میں مماثلت	حافظ حبیب اللہ چیمہ	؍؍	40

ہیجانی وہذیانی کیفیات	سید یونس الحسنی	ستمبر	17
مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی	عبدالرشید ارشد	//	20
ہیرو	محمد اظہار الحق	//	25
دینی مدارس...... چند توجہ طلب پہلو	مولانا مشتاق احمد	//	27
خوفزدہ آواز	سید یونس الحسنی	اکتوبر	10
بھارت اور اسرائیل کے خفیہ تعلقات کی کہانی	یاسر محمد خان	//	13
لازوال بہاریں	محمد عمر فاروق	//	17
موجودہ سیاسی صورت حال اور احرار کا موقف	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	19
امتِ مسلمہ کے مخلصین اور مقتدرین	سید یونس الحسنی	//	23
اُلو کے زیر سایہ......!	سید عطاء المحسن بخاریؒ	نومبر	11
او آئی سی اور مسلم اُمہ کے مستقبل کا نوحہ	سید یونس الحسنی	//	23
قراردادیں	جاوید چودھری	//	16
قادیانی، اسرائیل اور پاکستان	عبدالوارث ساجد	//	18
کہیں ایسا نہ ہو کہ......	ایم حمید اللہ جمیل	//	20
مسلمانوں کی بے حسی	حافظ محمد آصف سلیم	//	22
پاک وہند روابط اور امریکی پالیسیاں	سید یونس الحسنی	دسمبر	14
اسلام ختم نہیں ہوگا	یاسر محمد خان	//	17
''آئینہ ایسا دوں کہ تماشا کہیں جسے''	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	21

شخصیات

نام ور محقق، منفرد سیرت نگار ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم	مولانا مجاہد الحسینی	جنوری	16
ایمل شہید کا پیغام	سید یونس الحسنی	//	18
اقبالؒ اور ابوالکلام آزادؒ	قاضی افضل حق قرشی	فروری	28
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مرزا قادیانی	عبدالرشید ارشد	اپریل	39
ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم...... عالم اسلام کا عظیم محقق	مولانا عیسیٰ منصوری	//	40
ڈاکٹر محمد حمید اللہ علیہ الرحمتہ	شاہ بلیغ الدین	جون	34
مولانا اللہ وسایا قاسم رحمتہ اللہ علیہ	محمد اورنگ زیب اعوان	//	37
مولانا عبدالرحیم اشعر رحمتہ اللہ علیہ	مولانا مجاہد الحسینی	جولائی	39
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ...... واقعات و مشاہدات	مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ	اگست	41

تذکارِ امیرِ شریعتؒ	ادارہ	ستمبر	47
//	//	اکتوبر	25
مولانا سید ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ	مولانا مجاہد الحسینی	//	26
شورش کاشمیریؒ (قسط اوّل)	میرزا ادیب	//	31
صدیقؓ اور صدیقہؓ تسلی دیتے ہیں (بیاد مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ)	محمد ارسلان زاہد	نومبر	24
شورش کاشمیریؒ (آخری قسط)	میرزا ادیب	//	26
نواب زادہ نصر اللہ خان (قلمی چہرہ)	شورش کاشمیریؒ	//	32
ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ کی یاد میں (پہلی قسط)	مولانا فقیر اللہ رحمانی	//	33
یادگارِ حلقہ بگوشانِ مصطفیٰ ﷺ (بیاد: نواب زادہ نصر اللہ خان مرحوم)	سید یونس الحسنی	//	38
مولانا اعظم طارق شہیدؒ......عزم واستقامت کا پیکر	مولانا زاہد الرشدی	//	41
ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ کی یاد میں (آخری قسط)	مولانا فقیر اللہ رحمانی	دسمبر	29

حسنِ انتخاب

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے جواہر پارے	ادارہ	جنوری	33
''بٹ صورتیاں'' (محمد یونس بٹ)	ساغر اقبالی	فروری	50
امریکی منسٹر پادری ''جورائٹ'' کی سینٹ سے خطاب کرتے ہوئے دعا	ترجمہ: ڈاکٹر بشیر احمد	مارچ	53
''محبوبِ خدا ﷺ'' (چودھری افضل حقؒ)	محمد یوسف شاد	اپریل	50
میٹرک کی فزکس سے ڈاکٹر عبدالقدیر کا حذف	ادارہ	مئی	50
''تاریخ احرار'' (چودھری افضل حقؒ)	خادم حسین	جولائی	51
''زندگی'' (چودھری افضل حقؒ)	محمد یوسف شاد	نومبر	53
''دینِ اسلام'' (چودھری افضل حقؒ)	//	دسمبر	33

نقد ونظر

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، ڈاکٹر اسرار احمد اور مجید نظامی	ادارہ	جنوری	37
''عالمِ دین'' کہلوانے کا شوق اور اس کی تکمیل کے اسباب	ثناء اللہ سعد شجاع آبادی	فروری	43
میرؔ کی بحر میں داغؔ کے مصرعے	خادم حسین	دسمبر	26

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب)

جنوری: ''تحفتہ المجودین'' (قاری سید عبدالعزیز گردیزی) ماہنامہ ''محدث''۔ ''فتنہ انکار حدیث نمبر'' (مدیر حافظ حسن مدنی) ششماہی ''السیرۃ'' (مدیر سید فضل الرحمٰن) ''جمالِ یوسف'' (مولانا عبدالقیوم حقانی)۔ ص 38

فروری: ''شرح شمائل ترمذی'' (مولانا عبدالقیوم حقانی) ''فلسفہ ارکانِ اسلامی'' (قاضی غلام نبی اصغر) ماہنامہ ''نورٌ علیٰ نور''۔ ''ام المومنین سیدہ

عائشہ صدیقہؓ نمبر‘‘(مدیر مولانا عبدالرشید انصاری)’’آئین وراثت‘‘(قاضی محمد زاہد الحسینی)’’شاہراہِ عشق کے مسافر‘‘،’’ناموسِ محمد ﷺ کے پاسبان‘‘(محمد طاہر عبدالرزاق)۔ص 57

اپریل:’’پادریوں کے کرتوت‘‘(محمد متین خالد)’’حقیقتِ احمدیت‘‘(ملک احسان الحق)’’تبلیغِ دین اور اس کی ضرورت‘‘،’’بدنظری اور اس کا علاج‘‘،’’آدابِ اسلام‘‘(محمد اقبال قریشی)’’حجاج بن یوسف‘‘(ابن اعظم)۔ص 57

مئی:’’خطباتِ جالندھری‘‘(مرتب مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)’’بخاری کی باتیں‘‘(سید امین گیلانی)’’نظم، جماعت اور کارکن‘‘(محمود اقبال)’’تائید مذہب اہل سنت‘ردّ روافض‘‘(حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ)’’سوانح الحاج مولانا محمد احمد‘‘(مولانا عبدالقیوم حقانی)’’اسعد المفاتیح فی حل المشکوٰۃ المصابیح‘‘۔جلد اوّل(مولانا ابوالاسعاد یوسف جاجروی)’’الحیات بعد الوفات۔یعنی قبر کی زندگی‘‘(مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی)۔ص 56

جون: ماہنامہ’’آبِ حیات‘‘لاہور(مدیر اعلیٰ محمود الرشید حدوٹی)’’حقوق انسانی کی آڑ میں‘‘(محمد متین خالد)’’اکابر کی شامِ زندگی‘‘(مولانا عماد الدین محمود)۔ص 53

جولائی:’’خطباتِ شورش‘‘(مدوّن: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی)ماہنامہ’’آبِ حیات‘‘لاہور’’سقوطِ بغداد‘‘(مدیر اعلیٰ محمود الرشید حدوٹی)۔ص 57

ستمبر: ماہنامہ’’تعمیرِ افکار‘‘کراچی۔’’بیادِ پروفیسر سید محمد سلیم مرحوم‘‘(مدیر سید عزیز الرحمٰن)ششماہی’’السیرۃ‘‘۔شمارہ مئی 2003ء(مدیر سید فضل الرحمٰن)’’حدیث کلاب حوأب کا تاریخی، تحقیقی اور علمی محاسبہ‘‘،’’شیعت‘ تاریخ وافکار‘‘(پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی)’’مسئلہ خلافت‘‘(مولانا ابوالکلام آزادؒ)۔ص 56

اکتوبر:’’سید ابوالحسن علی ندویؒ‘‘(بلال عبدالحئی حسنی ندوی)’’میزان‘‘(جسٹس وجیہہ الدین احمد)’’فرہنگِ سیرت‘‘(سید فضل الرحمٰن)۔ص 51

نومبر:’’امام اعظم ابوحنیفہ‘‘،’’سوانح مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ‘‘(مولانا عبدالقیوم حقانی)۔ص 55

دسمبر:’’ششماہی’’السیرۃ‘‘عالمی(دسواں شمارہ۔مدیر سید فضل الرحمٰن)،معجزاتِ سرورِ عالم(میجر فتح محمد)۔ص 44

ردّ قادیانیت

اکابرِ اسلام اور قادیانیت(قسط 11)	پروفیسر خالد شبیر احمد	جنوری	42
〃 (قسط 12)	〃	فروری	38
کیا پاکستان میں قادیانیوں کی حکمرانی ہے؟	محمد احمد حافظ	مارچ	45
اکابرِ اسلام اور قادیانیت(قسط 13)	پروفیسر خالد شبیر احمد	〃	49
〃 (قسط 14)	〃	اپریل	46
〃 (قسط 15)	〃	مئی	36
پہنچی وہیں پہ خاک......!	سید یونس الحسنی	جون	16
اکابرِ اسلام اور قادیانیت(قسط 16)	پروفیسر خالد شبیر احمد	〃	19
〃 (قسط 17)	〃	جولائی	46
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قادیانی گستاخیاں	مولانا محمد مغیرہ	اگست	49

انبیاء کرام علیہم السلام اور قادیانی گستاخیاں	//	ستمبر	50
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانی گستاخیاں	مولانا محمد مغیرہ	اکتوبر	41
عقیدۂ توحید اور قادیانی گستاخیاں	//	نومبر	44
اُمتِ مسلمہ اور قادیانی گستاخیاں	//	دسمبر	36
مسئلہ کشمیر اور قادیانی گروہ	قاری عبدالوحید قاسمی	//	38

طنز و مزاح

زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریمی	جنوری	47
//	عینک فریمی	فروری	55
حلف نامہ......اراکین ایوان سے معذرت کے ساتھ	مولانا مجاہد الحسینی	مارچ	40
زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریمی	اپریل	52
چیدہ چیدہ	لالہ ظفر	//	53
زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریمی	مئی	30
//	//	جون	42
//	//	جولائی	56
//	//	اگست	57
//	//	ستمبر	53
چیدہ چیدہ (جدید لغت)	لالہ ظفر	//	53
زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریمی	اکتوبر	46
//	//	نومبر	54
//	//	دسمبر	42

شاعری

مناجات/نعت	سید ابوذر بخاریؒ	جنوری	49
بازارِ سیاست	شورش کاشمیریؒ	//	50
ایمل کاسی کی شہادت پر	سید کاشف گیلانی	//	51
کی پئے کردے او	سائیں اللہ دتہ بھیروی	//	52
حج بیت اللہ کو یاد کر کے	سید ابوذر بخاریؒ	فروری	15
داستانِ احرار	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	16
مینارۂ نور (بیاد: سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)	سید کاشف گیلانی	//	17

جشنِ بہار		خادم حسین	//	18
شہیدِ تیغِ ابن سباء		سید ابوذر بخاریؒ	مارچ	28
سلام (شہداء ختم نبوت 1953ء)		شورش کاشمیریؒ	//	29
شہدائے ختم نبوت		سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	30
مجھے پہلے سے خبر تھی		آزاد ملتانی	مارچ	31
زمیں ہم سے یہ کہتی ہے		شفقت رسول مرزا	//	32
سانوں کچھ نئیں ملدی		شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	33
کٹی یا کٹا؟		شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	اپریل	54
رنگِ سخن		پروفیسر محمد اکرام تائب	//	55
کُہر سے لپٹا ہوا اک آئینہ		شفقت رسول مرزا	//	56
میلاد النبی ﷺ		جگن ناتھ آزاد	مئی	43
اسرائیل		شورش کاشمیریؒ	//	44
بغداد کا نوحہ		پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی	//	45
نظم/ ظالم کے آگے سر کو جھکاتے نہیں جری	ابوسفیان تائب،	سید کاشف گیلانی	//	46
’’پروفیسر‘‘		شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	47
ماں/غزل	پروفیسر اکرام تائب،	عتبان محمد چوہان	//	48
ڈاکو بنام اہلِ خانہ		حسین شاہد	//	49
نعت رسول مقبول ﷺ		میاں محمد رفیق اختر	جون	44
میں اُس قبیلے کا فردِ حق ہوں......		سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	45
معاذ اللہ		شورش کاشمیریؒ	//	47
سچ کہو کیا یہی آدابِ مسلمانی ہیں؟		سید کاشف گیلانی	//	48
امبڑی		انور مسعود	//	49
زمیں کا نقشہ بدل رہا ہے		شاہدہ حسن	//	50
غزل		عتبان محمد چوہان	//	52
حمد باری تعالیٰ		پروفیسر محمد احمد شاد	جولائی	5
اک عرب (ﷺ) نے آدمی کا بول بالا کر دیا		ہری چند اختر	//	6
وہ رستہ تجھ کو بلا رہا ہے......		سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	53
ماراو غریبا! پٹھیاں چھالاں		اصغر	//	54

غزل	گوہر ملسیانی	جولائی	55
کیا یو کے ہیں، کیا یو ایس اے	ابوسفیان تائب	//	61
حمد باری تعالیٰ	اقبال عظیم	اگست	4
محمد عربی ﷺ	شورش کاشمیریؒ	//	5
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	//	//	59
''دعوتِ امریکہ''	علامہ طالوت مرحوم	//	60
یادرفتگاں	سید کاشف گیلانی	//	61
ترانہ شبان احرار	ابوسفیان تائب	//	62
حمد باری تعالیٰ	پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی	ستمبر	4
وہ ایک در کہ جہاں دورِ آسماں ٹھہرے (نعت)	شورش کاشمیریؒ	//	5
سلام	سیدہ اُمِّ کفیل مدظلہا	//	54
کس قدر پابندیاں لگتی رہیں احرار پر/غزل	سید کاشف گیلانی، عتبان محمد چوہان	//	55
حمد باری تعالیٰ	ساگر	اکتوبر	4
نعت رسول مقبول ﷺ	سید ابوذر بخاریؒ	//	5
ڈر لگتا ہے	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	48
اک طرف زورِ ستم ہے اک طرف شورِ فغاں	سید کاشف گیلانی	//	49
پارت (سرائیکی نظم)	جہانگیر مخلص	//	50
حمد باری تعالیٰ	حکیم خان حکیم	نومبر	4
نعتِ رسول ﷺ	سید ابوذر بخاریؒ	//	5
قلزم کا خرام/سفر ناتمام	پروفیسر تاثیر وجدان، فاروق قیصر	//	46
مولانا اعظم طارقؒ کی شہادت پر/نواب زادہ نصر اللہ خان مرحوم	سید کاشف گیلانی	//	47
نواب زادہ نصر اللہ خان مرحوم	علامہ ذوقی مظفر نگری	//	48
چل بسا جعفر بلوچ	جعفر بلوچ	//	49
غزل/فریب	پروفیسر خالد شبیر احمد، شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	50
دعا	پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی	دسمبر	4
نعت النبی ﷺ	سید ابوذر بخاریؒ	//	5
حرم نبوی کی یاد	بنت امیر شریعت مدظلہا	//	6
ہلال عید ہماری ہنسی اُڑاتا ہے	علامہ محمد اقبالؒ	//	45

عیدی — شورش کاشمیریؒ — // — 67
دنیا — وقار انبالوی — // — 47
شورش کاشمیریؒ، ہنرور، نظر فریب — سید کاشف گیلانی، پروفیسر خالد شبیر احمد — // — 48
''مدرسہ معمورہ'' دین نبی کا گلشن — ابوسفیان تائب — // — 49

کہانی

''شہر میں آکر پڑھنے والے بھول گئے'' — شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی — فروری — 47
''پھجا'' — // — اکتوبر — 43

تاریخ و تحقیق

''بربریت'' یا ''سربریت'' — محمد عارف یاز — فروری — 49
786اور 66 کی حقیقت — مہر منیر حسین ہرل — مارچ — 56
// — حافظ عبدالرشید ارشد — جولائی — 43

مکاتیب

سید ذوالکفل بخاری بنام شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی — فروری — 53
حافظ صفوان محمد بنام محمد اورنگ زیب — جون — 33

نقطۂ نظر

ہوس کے قیدی، لاشوں کے سوداگر — محمد عابد مسعود ڈوگر — مارچ — 24

تاریخِ احرار

احرار اور مسلم لیگ کا فکری ٹکراؤ — پروفیسر خالد شبیر احمد — مارچ — 34
بزرگوں کا جماعتی کارکنوں سے مشفقانہ سلوک — مولانا مجاہد الحسینی — جون — 23
احرار......ایک تحریک — پروفیسر خالد شبیر احمد — // — 28
7 ستمبر......یومِ تحفظ ختم نبوت — الیاس میراں پوری — ستمبر — 42

یادِ رفتگاں

میری شاکرہ ماں — غلام محمد خان نیازی — مارچ — 58
شیخ عبدالمالک مرحوم — شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی — اگست — 51
قمر الحق قمر مرحوم — سید محمد کفیل بخاری — // — 55

ماضی کے جھروکے سے

قادیانی وزیر خارجہ کا حلف نامہ		مولانا مجاہد الحسینی	مئی	32

فتاویٰ

مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانی کی تدفین؟		مفتی محمد فرید	فروری	36
امریکی جارحیت پر علامہ الشیخ علی ابوالحسن (مصر) کا فتویٰ		حافظ حقانی میاں قادری	مئی	41

گوشۂ نسواں

بچیوں سے باتیں		خیر النساء بہترؒ	جون	40
میکہ......والدین کی خدمت واطاعت		//	جولائی	41
تو اس چہرے کو......!		حُر آغائی	اگست	56
بچیوں سے باتیں		خیر النساء بہترؒ	اکتوبر	45
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......کامیابی کا پہلا زینہ		شہناز ماجد	نومبر	51
بچیوں سے باتیں		خیر النساء بہترؒ	دسمبر	35

روشنی

میں قادیانی سے مسلمان کیوں ہوا؟		شیخ راحیل احمد	اکتوبر	38
جرمنی میں سابق قادیانی شاعر مظفر احمد مظفر کا قبول اسلام		ادارہ	نومبر	56

انٹرویوز

حکمران امریکہ کے ایجنٹ ہیں	انٹرویو:	سید عطاء المہیمن بخاری	ستمبر	30
گوانتانا موبے سے رہا ہونے والے قیدی کا انٹرویو		شاہ محمد	//	34

فکاہیہ

’’میں ایک کلرک ہوں‘‘		دیدہ ور	جولائی	50
’’میں ایک ویگن ڈرائیور ہوں‘‘		//	اگست	58

انشائیہ

’’مردے کبھی قبروں کی کھدائی نہیں دیتے‘‘		شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	ستمبر	48

مسافرانِ آخرت

جنوری: مولانا محمد عبیداللہؒ، مولانا عبدالقادر آزادؒ (لاہور)، مولانا کرم الٰہی فاروقی (وہاڑی)، پروفیسر جمیل احمد قریشی مرحوم (ملتان 19 جنوری)

مہر گل محمد مرحوم (ملتان۔جنوری)

مئی: مولانا مفتی مقبول احمدؒ (گلاسگو برطانیہ۔ 25/ مارچ) عبداللہ ملک مرحوم (لاہور۔ اپریل)

جون: مولانا محمد اسحٰق سلیمیؒ (29 اپریل)، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ (جلال پور پیروالا 22 مئی)، مولانا اللہ وسایا قاسم شہیدؒ (10/ اپریل)، والدہ ماجدہ مرحومہ قاری محمد حنیف جالندھری (ملتان۔ 15 مئی)، مولانا جان محمد عباسیؒ (نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان۔ 29/ اپریل)، ولی محمد واجد مرحوم (ملتان۔ 2 مئی)

اگست: حافظ عبدالمجید رائے پوریؒ (چیچہ وطنی۔ 11 جولائی)، حافظ قمر الحق قمر مرحوم (ملتان 11/ جولائی)

اکتوبر: نواب زادہ نصراللہ خان مرحوم (26 اور 27 ستمبر کی درمیانی شب)

نومبر: مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ (گولڑہ موڑ، اسلام آباد۔ 6/ اکتوبر)

دسمبر: محمد سلیم تارڑ (سابق صدرِ پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ کے بڑے بھائی۔ لاہور)، حافظ خوشی محمد مرحوم (جماعت اسلامی ملتان کے رہنما جناب راؤ ظفر اقبال کے والد محترم)، اہلیہ مرحومہ (جناب سید اطہر حسن شاہ ایڈووکیٹ، ملتان)

ساغر اقبالی

آخری صفحہ

☆ایک دفعہ آرزوؔ لکھنوی کے ایک دوست نے درج ذیل مصرع پڑھا اور فرمائش کی کہ اس پر مصرع لگا دیجئے ع

اُڑ گئی سونے کی چڑیا رہ گئے پَر ہاتھ میں

آرزوؔ نے چند منٹ میں شعر کو یوں مکمّل کیا ؎

دامن اُس یوسف کا آیا پُرزے ہو کر ہاتھ میں
اُڑ گئی سونے کی چڑیا رہ گئے پَر ہاتھ میں

☆ایک دفعہ سید انشاء اللہ خاں، شیخ قلندر بخش جرأت کی ملاقات کو آئے (جو نابینا تھے) دیکھا تو وہ سر جھکائے بیٹھے، کچھ سوچ رہے ہیں۔ پوچھا۔ ''کیا سوچ رہے ہیں؟'' جرأت نے کہا ''ایک مصرع خیال میں آیا ہے چاہتا ہوں مطلع ہو جائے'' اُنہوں نے پوچھا ''کیا ہے؟'' جرأت نے کہا ''جب تک دوسرا مصرع نہ ہو گا نہ سناؤں گا''۔ سید انشاء نے بہت اصرار کیا آخر جرأت نے پڑھ دیا ع

اس زُلف میں پھبتی شب دیجور کی سُوجھی

سید انشاء نے فوراً کہا۔ ع

اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سُوجھی

☆ایبٹ آباد کے ایک وکیل مولوی الف دین نے اپنی تصنیف کردہ ایک کتاب اکبر الہ آبادی کے پاس بھیجی۔ ''الف دین''

جیسے عجیب نام نے اکبر کی طبیعت میں گُدگُدی پیدا کر دی۔ وکیل صاحب کو لکھ بھیجا۔ ؎

الف دین نے خوب لکھّی کتاب
کہ بے دین نے پائی راہ ثواب

☆ اکبر الٰہ آبادی سے کسی ملنے والے نے پوچھا کہ آج کی ماڈرن عورت کے اسلام کے بارے میں کیا تصوّرات ہیں تو اکبر الٰہ آبادی نے اُس کا جواب ایک شعر میں دیا ؎

ہم رِیش دکھاتے ہیں کہ اِسلام کو دیکھو
مِس زُلف دکھاتی ہے کہ اِس ''ل'' کو دیکھو

بیاد محمد دبنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ ۲۸ نومبر ۱۹۷۱ء

بانی ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ ملتان

کی توسیع کیلئے قطعہ اراضی کی خرید جس کا تخمینہ 25 لاکھ روپے ہے اہل خیر احباب و متعلقین فوری توجہ فرمائیں اور رمضان میں اس منصوبہ کو مکمل فرمائیں۔ شوال میں ہمیں یہ رقم بہر صورت ادا کرنی ہے۔

بذریعہ بینک، چیک یا ڈرافٹ بنام مدرسہ معمورہ ملتان
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017، یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

* الحمد للہ درجہ حفظ و ناظرہ تعلیم قرآن کریم، درجہ کتب درس نظامی اور شعبہ پرائمری میں اس وقت 150 طلباء زیر تعلیم ہیں * 7 اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں * 50 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں * طالبات کیلئے جامعہ بستان عائشہ قائم ہے جس میں حفظ قرآن کریم اور دورہ حدیث تک تعلیم دی جاتی ہے * مدرسہ معمورہ، مجلس احرار اسلام کے شعبہ تعلیم "وفاق المدارس الاحرار" سے ملحق ہے * ملک کے مختلف شہروں میں 36 دینی مدارس وفاق المدارس الاحرار کے زیر انتظام چل رہے ہیں۔ * 15 مدارس کے اخراجات وفاق کے ذمہ ہیں * مدرسہ معمورہ اور جامعہ بستان عائشہ کا وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے بھی الحاق ہے اور اسی کے نصاب کے مطابق تعلیم دی جارہی ہے۔

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎ 061-511961

MADRASAH MAMURAH
Dar-e-Bani Hashim Mehrban Colony, Multan-Pakistan. Tel # 061-511961, 0300-6326621
Current Account # 3017-2 U.B.L. Kutchery Road, Multan.